besturdubooks.wordpress.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جنگ کے میدان میں

تالیف
حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
اُستاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

مکتبہ ایمان و یقین

besturdubooks.wordpress.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جنگ کے میدان میں

مؤلف

مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب مدظلہم العالی

استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر:

مکتبہ ایمان ویقین

besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: محمد رسول اللہ ﷺ جنگ کے میدان میں

مصنف : مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب مدظلہم العالی

تعداد : گیارہ سو

طباعت : اوّل

سنِ اشاعت: مئی ۲۰۱۱ء بمطابق جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ

باہتمام : غفران اللہ جان بنوی

ناشر : مکتبہ ایمان ویقین (فون:0333-7993963)

ملنے کے پتے

- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
- دارالاشاعت، اردو بازار کراچی
- مکتبۃ الرازی، بنوری ٹاؤن کراچی
- قدیمی کتب خانہ، اردو بازار کراچی
- مظہری کتب خانہ، گلشن اقبال بلاک ۲، کراچی
- مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
- مکتبہ عبداللہ بن مبارک
- المکتبۃ المنصور، راولپنڈی
- ضیاء بک سیلر، میر علی
- اسلامی کتب خانہ، چوک بازار بنوں
- ممتاز کتب خانہ، پشاور
- علمی کتب خانہ، میران شاہ

besturdubooks.wordpress.com

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
عمرہ جعرانہ اور مدینہ منورہ واپسی	۴۹۲	حضور اکرمؐ وادیٔ شق میں	۵۲۲
عرض تشکر	۴۹۳	نبی اکرمؐ تبوک میں	۵۲۳
باب ہشتم: غزوۂ تبوک	۴۹۵	وہ مخلصین جو تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے	۵۲۴
تبوک کی وجہ تسمیہ	۴۹۸	حضرت ابوذر غفاریؓ کا قصہ	۵۲۵
غزوۂ تبوک کے اسباب	۴۹۹	حضرت ابوخیثمہ کا قصہ	۵۲۷
مدینہ منورہ میں لشکرِ اسلام کی تیاریاں	۵۰۰	حضرت کعب بن مالک کا دردناک قصہ	۵۲۸
چندے کی اپیل پر عظیم چندہ	۵۰۱	حضرت کعب کو عیسائیوں کی پیشکش	۵۳۲
نادار غریبوں کا صدقہ	۵۰۳	قبولیت توبہ اور بشارت	۵۳۳
عورتوں کا قصہ	۵۰۴	ہرقل اور اہلِ شام کا حال	۵۳۶
رونے والے غریب	۵۰۵	شاہِ ایلہ، جرباء اور اذرح سے مصالحت	۵۳۹
حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ	۵۰۶	دومۃ الجندل کے والی اکیدر کی طرف......	۵۴۰
جھوٹے بہانے کرنے والے منافقین	۵۰۸	میدانِ تبوک میں آنحضرتؐ کا شاندار خطبہ	۵۴۳
عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کا کردار	۵۰۹	شاہِ دوجہاں کی تبوک سے واپسی	۵۴۴
چند دیگر منافقین کے احوال	۵۱۰	مسجد ضرار کا جلانا	۵۴۵
قرآنِ کریم منافقین کی حقیقت ظاہر کررہا ہے	۵۱۳	آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں	۵۴۹
سویلم یہودی کا گھر جلایا گیا	۵۱۶	غزوات الرسول پر ایک نظر	۵۵۱
مدینہ منورہ سے لشکرِ اسلام کی روانگی	۵۱۷	امت سے عورتوں کی فریاد	۵۵۵
لشکرِ اسلام دریائے ثمود میں	۵۲۰	امت سے اپیل	۵۵۵
اونٹنی کا گم ہونا	۵۲۱		

besturdubooks.wordpress.com

باب ہشتم

جنگِ تبوکؒ

besturdubooks.wordpress.com

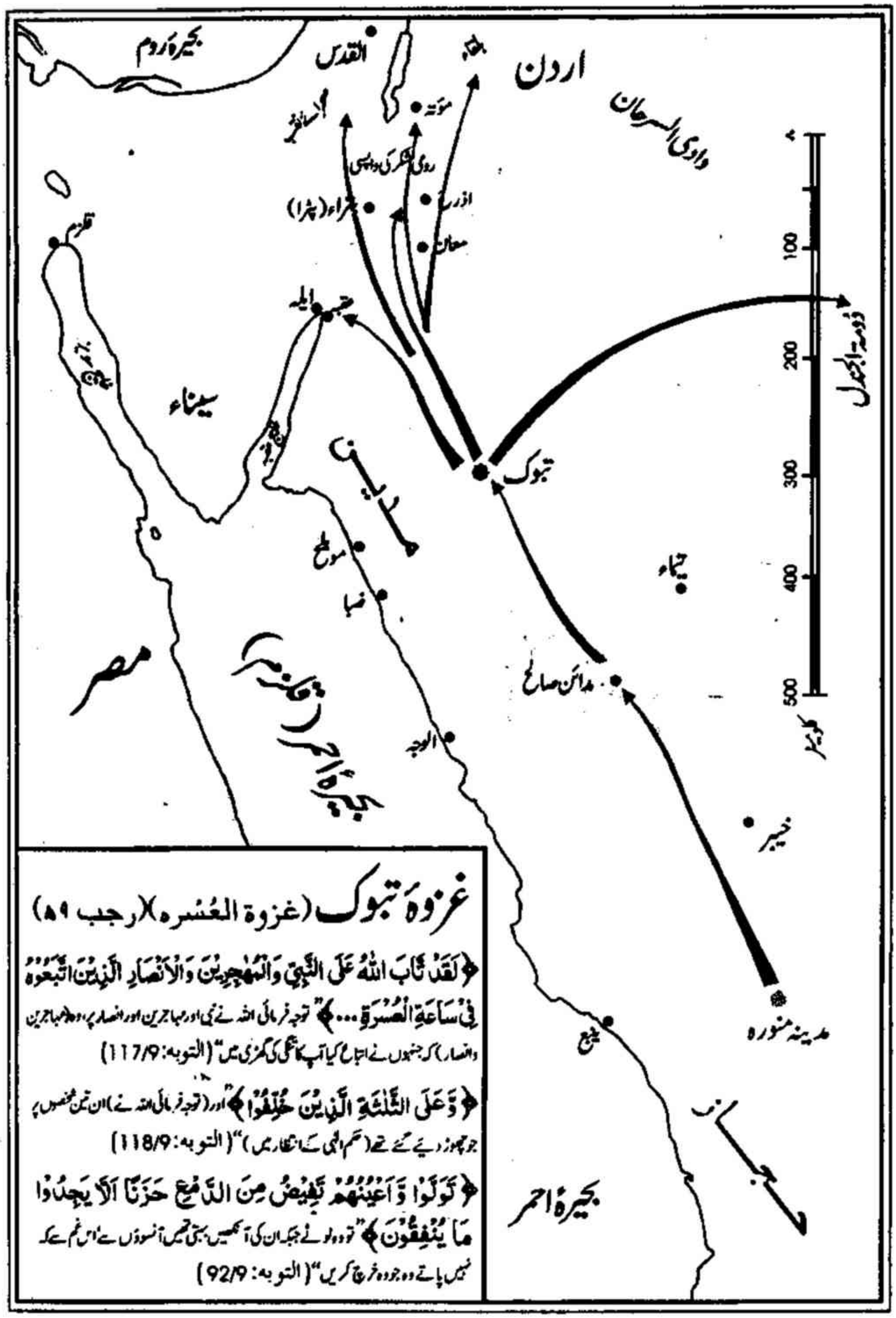

besturdubooks.wordpress.com

مقامِ تبوک

علامہ یاقوت حمویؒ معجم البلدان ج:۱ص:۱۴ پر لکھتے ہیں کہ تبوک تا کے فتحہ با کے ضمہ واؤ ساکن اور بعد میں کاف کے ساتھ وادی قریٰ اور شام کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے ابوزید کا کہنا ہے کہ تبوک حجر اور حدودِ شام کے درمیان واقع ہے جہاں ایک قلعہ ہے جس کے پاس پانی اور ایک باغ ہے جو نبی اکرم ا کی طرف منسوب ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اصحابہ ''ایکہ'' تبوک کے مقام پر رہائش پذیر تھے جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے تبوک دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے ایک پہاڑ کا نام جبل ''حسمی'' ہے جو تبوک کے مغربی جانب میں واقع ہے اور دوسرا پہاڑ جبل ''شرورئ'' ہے جو تبوک کے مشرقی جانب میں ہے۔

علامہ حموی مزید لکھتے ہیں کہ تبوک مدینہ منورہ سے بارہ مراحل پر واقع ہے یہاں ایک کنواں تھا جو خراب ہو رہا تھا پھر حضرت عمر فاروقؓ نے وہاں پر ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کو ٹھیک کرلو چنانچہ اس نے اس کو ٹھیک کرلیا۔ (معجم البلدان)

بندہ ناچیز نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر کیا تو راستے میں جگہ جگہ تبوک کا بورڈ دیکھا جس پر تبوک کی مسافت لکھی ہوئی تھی اور اس سمت کی طرف تیر کا نشان بھی بنا ہوا تھا جس سے معلوم ہوا کہ تبوک مدینہ منورہ سے سات سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور یہ مدینہ سے جانب شمال میں زیادہ تر واقع ہے اور یہ ٹھنڈا علاقہ ہے۔ چنانچہ تبوک ہی کا موسم خواہ گرم ہو خواہ ٹھنڈا، مدینہ منورہ پر اثر انداز ہوتا ہے جب مدینہ میں ٹھنڈی ہوا موسم سرما میں چلتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ تبوک کی ہوا چل پڑی ہے۔ مدینہ منورہ کی حفاظت کیلئے تبوک سب سے زیادہ حساس علاقہ ہے جس پر آج کل ملعون یہودیوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

تبوک کی وجہ تسمیہ

علامہ یاقوت حمویؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب اپنے آخری جہادی سفر میں تبوک مقام پر پہنچے تو وہاں پانی کے ایک چشمے پر قیام فرمایا آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اس چشمے کے پانی کو ہاتھ نہ لگایا جائے مگر دو آدمی آگے بڑھے اور انہوں نے دیکھا کہ پانی کی معمولی سی دھاری نکل رہی ہے تو انہوں نے اس میں اپنے تیر چھونے شروع کر دیئے تاکہ پانی زیادہ ہو جائے جب حضور اکرم ﷺ وہاں پہنچے تو آپ ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا "مَازِلْتُمَا تَبُوْکَانِ مُنْذِ الْیَوْمَ" تم دونوں دن بھر اس پانی میں اپنے تیر گاڑتے رہے، "فَسُمِّیَتْ بِذَالِکَ تَبُوْکَ" اسی وجہ سے اس کا نام تبوک ہو گیا۔ کیونکہ (بَاکَ یَبُوْکُ) کسی چیز میں ہاتھ ڈال کر ہلانے کو کہتے ہیں پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے نیزے کو اس چشمے میں تین دفعہ گاڑا جس کی برکت سے پانی کے تین چشمے جاری ہوئے جو آج تک برابر جاری ہیں۔ بنوطئی کے ایک شاعر نے اپنے اشعار میں جہاد اور تبوک کا اس طرح تذکرہ کیا ہے۔

فَمَنْ یَّکُ حَائِدًا عَنْ ذِیْ تَبُوْکٍ
فَاِنَّا قَدْ اُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

یعنی جو لوگ غزوہ تبوک کی جنگ سے جان بچاتے ہیں وہ ایسا ہی کریں ہم کو تو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت حسانؓ نے انصار کی تعریف میں غزوہ تبوک کا ذکر اس طرح کیا ہے:

وَیَوْمَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مُحْتَسِبًا
اِلٰی تَبُوْکَ وَهُمْ رَایَاتُهُ الْاُوَلُ

یعنی جس دن رسول اللہ ﷺ حصول ثواب کی غرض سے غزوہ تبوک میں نکلے تو انصار آپ کے ہراول دستے تھے۔

اس غزوہ کو غزوہ تبوک کہتے ہیں اور جیش العسرۃ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اسلام میں مشقت اور تنگی کے اعتبار سے اس سے زیادہ کوئی غزوہ نہیں ہوا ہے اور اس کو الفاضحہ بھی کہتے ہیں یعنی شرمسار کرنے اور رسوا کرنے والا غزوہ کیونکہ اس میں منافقین کھل کر رسوا ہوئے۔

besturdubooks.wordpress.com

غزوۂ تبوک کے اسباب

اس غزوہ کا ایک سبب تو وہی عام سبب ہے کہ جہاد کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا تو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل شروع کیا اور جہاں جہاں کفار غیر معاہد تھے ان سے درجہ بدرجہ جہاد شروع ہو گیا پہلے قریب کے کفار سے جنگیں ہوئیں اور پھر دور کے کفار کی طرف رخ موڑ دیا گیا اور یہی قرآن کریم کا حکم تھا:

"قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً."

چنانچہ جزیرہ عرب سے فارغ ہو کر نبی اکرم ﷺ نے سب سے زیادہ قریش کفار جو شام میں تھے ان کا رخ کیا اور اسلامی دعوت آپ ﷺ نے ایک خط کے ذریعہ سے پہلے ان کو دے دی تھی لہٰذا اب جہاد کا مرحلہ تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں سوڈانی لوگ تجارت کی غرض سے شام سے مدینہ منورہ آیا کرتے تھے اور جب اس سوڈانیوں میں کچھ اسلام بھی آیا تو ان کی آمد ورفت اور زیادہ ہوگئی چنانچہ شام کے عیسائیوں کی خبریں روزانہ مدینہ منورہ پہنچ جایا کرتی تھیں، انہیں لوگوں کا ایک گروپ مدینہ منورہ آیا اور انہوں نے بتایا کہ شام میں رومیوں نے کثیر تعداد میں لشکروں کو اکھٹا کیا ہوا ہے اور ہرقل نے ایک سال کا خرچ اپنے لشکروں میں تقسیم کر دیا ہے اور ان کے ساتھ قبیلہ لخم وجذام اور عاملہ وغسان کے لوگ آکر شامل ہوگئے ہیں اور کثیر تعداد میں لشکر وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف حملے کی غرض سے چل پڑا ہے جس کا ہراول دستہ سرزمین بلقاء تک پہنچ گیا ہے اور وہاں پر پڑاؤ ڈال دیا ہے اور خود ہرقل حمص میں ہے۔

حجاز مقدس کے عرب اور خود مسلمان رومیوں کو کثرتِ تعداد اور ساز وسامان کی وجہ سے خطرناک دشمن تصور کرتے تھے۔ مدراج النبوۃ میں یہ بھی ہے کہ اس علاقے کے عیسائیوں نے ہرقل سے یہ جھوٹ کہا تھا کہ مدینہ میں جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے ان کا انتقال ہو گیا ہے اور وہاں اس وقت سخت قحط سالی اور افراتفری ہے اگر اس وقت آپ ان پر حملہ کر دیں گے تو آپ ان کے ملک پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ اس پر ہرقل نے ایک شخص کو چالیس ہزار کے لشکر پر سردار بنا کر روانہ کر دیا، یہ خبر سن کر نبی اکرم ﷺ نے مقابلے کیلئے تیاری شروع فرما دی کیونکہ:

besturdubooks.wordpress.com

وَكُنَّا مَتٰى يَغْزُوْ النَّبِيُّ قَبِيْلَةً
نَصِلُ جَانِبَيْهِ بِالْقَنَا وَالْقَنَابِلِ

یعنی نبی اکرم ﷺ جب کسی قبیلے سے لڑنے کیلئے جاتے تو ہم گھوڑوں اور نیزوں کے ساتھ آپ کے دونوں جانب کھڑے ہو جاتے۔

مدینہ منورہ میں لشکر اسلام کی تیاری

جنگ کا پہلا مرحلہ

اہل تاریخ میں سے علامہ واقدی نے المغازی میں، ابن کثیر نے البدایہ میں، اصح السیر کے مؤلف نے اپنی تالیف میں، علامہ محمد ادریس کاندھلوی نے سیرتِ مصطفٰے میں، علامہ ابن جریر طبری نے تاریخ طبری میں اور علامہ ابن ھشام نے سیرت نبویہ میں غزوۂ تبوک کو اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ ﷺ جس طرف جہاد کیلئے تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ لوگوں کو دوسری جانب جانے کا تأثر دیتے تھے مثلاً خیبر کی جنگ میں آپ ﷺ نے لشکر روانہ کر دیا مگر خیبر کا نہیں بتایا بلکہ کسی اور جہت کا تأثر دیا، فتح مکہ کیلئے ایک بھاری لشکر روانہ فرمادیا لیکن جہت کا کسی کو نہیں بتایا بلکہ تأثر کسی اور طرف جانے کا دیا، مگر غزوۂ تبوک میں آپ ﷺ نے اس طرح نہیں کیا کیونکہ یہ غزوۂ انتہائی دور کی مسافت پر تھا اور پھر ایک منظم حکومت کی طاقت اور کثیر تعداد والی فوج سے مقابلہ تھا اس لئے آپ ﷺ نے کھل کر صحابہ کرام ﷺ کو بتادیا کہ روما سلطنت سے ٹکر لینے کیلئے جارہے ہیں تاکہ لوگ اس سفر اور اس مقابلے کی مناسبت سے تیاری کریں، موسم انتہائی گرم تھا، ادھر مدینہ منورہ میں کھجور کی وہ فصلیں اتارنے کیلئے تیار ہو چکی تھیں جن پر اہل مدینہ کی سال بھر کی معیشت کا مدار تھا، اس موسم میں عرب گھروں سے نکلنے کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے اس وجہ سے بھی نبی اکرم ﷺ نے باقاعدہ رومیوں سے لڑنے کا اعلان فرما کر واضح طور پر صحابہ کرام ﷺ کو نکلنے کی خوب ترغیب دی اور مختلف قبائل کی طرف اپنے قاصد روانہ کر دیئے تاکہ سب لوگوں کو اکھٹا کیا جاسکے چنانچہ آپ ﷺ نے قبیلہ اسلم کی طرف حضرت بریدہ بن حصیب ﷺ کو روانہ فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ تم سب مقام ''فرع'' تک پہنچ جاؤ، ابورھم غفاریؓ کو آپ ﷺ نے

besturdubooks.wordpress.com

ان کی قوم کی طرف بھیجا، ابوواقد لیثی ؓ اپنی قوم کو نکالنے کیلئے چلے گئے، حضرت ابو جعد ضمری ؓ ساحل کی طرف اپنی قوم کو لانے چلے گئے، قبیلہ جہینہ کی طرف آنحضرت ﷺ نے مکیث کے دو بیٹوں رافع اور جندب کو روانہ فرمادیا، قبیلہ اشجع کو لانے کیلئے آپ ﷺ نے نعیم بن مسعود کو بھیجا، حضرت بدیل بن ورقاء کو آپ ﷺ نے بنوکعب بن عمرو کی طرف روانہ کردیا اور بنو سلیم کی طرف عباس بن مرداس ؓ وغیرہ کو روانہ فرمایا اس کے نتیجے میں تیس ہزار نفوس قدسیہ کا لشکر جرار تیار ہو گیا۔ ۹ ہجری کو رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ سے رجب تک مدینہ منورہ سے میں تشریف فرما تھے اور رجب کے مہینے میں آپ ﷺ نے جمعرات کے دن فوج کو نکلنے کا حکم دے دیا اور خود بھی مدینہ منورہ شام کی طرف روانہ ہو گئے کیونکہ:

سکھایا ہے ہمیں اے دوست طیبہ کے والی نے
کہ بوجہلوں سے ٹکرا کر ابھرنا عین ایمان ہے

جہاں باطل مقابل ہو وہاں نوک سنان سے بھی
برائے دین اسلام رقص کرنا عین ایمان ہے

چندے کی اپیل پر عظیم چندہ

چونکہ دور دراز کا سفر تھا اور تیس ہزار کا لشکر جرار تھا اسکے سارے انتظامات تھے، سواریاں کم تھیں، کھانے کی اشیاء کی قلت تھی، اس لئے نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو جہاد کی خوب ترغیب دی، لڑنے کے فضائل بیان کئے اور چندہ وصدقہ کی اپیل کی جس کے نتیجے میں صحابہ کرام ؓ نے وہ ریکارڈ قائم کیا جو آنے والی نسلوں کیلئے مشعل راہ بن گیا۔

حضرت صدیق اکبر ؓ نے اپنے گھر کا سارا سامان اور چار ہزار درہم لاکر نبی اکرم ﷺ کے قدموں میں نچھاور کردیئے آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ ابوبکر گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ گھر میں اللہ تعالیٰ کا نام اور رسول اللہ کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت فاروق اعظم ؓ نے اپنے گھر کا نصف مال اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لاکر پیش کردیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا گھر میں بھی کچھ چھوڑ آئے ہو؟ آپ ؓ نے جواب دیا کہ ہاں آدھا مال وہاں چھوڑ آیا ہوں

besturdubooks.wordpress.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس زیادہ پیسے نہیں ہیں میں آدھا مال پیش کر کے صدیق سے سبقت لے جاؤں گا لیکن جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ گھر میں صرف اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کسی بھلائی میں سبقت نہیں لے جاسکتے۔ اس موقع پر طلحہ بن عبید اللہ نے بھی بڑا چندہ دیا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بہت سارا مال پیش کر دیا، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بہت مال حاضر کیا، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کثیر مال دے دیا، حضرت عاصم بن عدیؓ نے غلے کا ایک بڑا ڈھیر چندے میں دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جیش العسرہ کی تیاری میں نبی اکرم ﷺ کو ایک ریکارڈ چندہ دیا جس پر دربار نبوی سے آپ رضی اللہ عنہ کو جنت کی اعزازی ڈگری عطا کی گئی، جیش العسرہ یعنی تنگی کا لشکر غزوہ تبوک کو کہا جاتا ہے، چونکہ سخت گرمی تھی، چالیس دن تک دور دراز کا سفر تھا قحط کا زمانہ تھا، مدینہ منورہ میں جو فصلیں سال بھر کیلئے ہوتی تھیں وہ سب تیار تھیں ادھر دشمن جزیرۂ عرب سے باہر ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ کی تعداد میں تیار کھڑا تھا، مسلمانوں کے پاس سواریوں کا انتظام بہت کم تھا یعنی تیس ہزار مجاہدین کیلئے صرف دس ہزار اونٹ اور کچھ گھوڑے تھے، عہد نبوی کی تاریخ میں یہ سب سے کثیر تعداد کا لشکر تھا اس لئے نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی میں منبر پر کھڑے ہو کر بار بار چندے کی اپیل فرمائی جس کے نتیجے میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے بڑی مالی قربانیاں دیں۔ یہ تمام قربانیاں ایک طرف لیکن سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مالی قربانی کچھ اور ہی رنگ اور محبت و جذبہ کے تحت تھی، گویا اس پورے لشکر کی ضروریات کو اکیلے پورا کرنے کا جذبہ وہ اپنے دل میں رکھتے تھے۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس وقت نبی اکرم ﷺ کی مبارک مجلس میں حاضر تھا جبکہ آنحضرت ﷺ جیش عسرہ یعنی غزوہ تبوک کی مالی امداد کیلئے لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پر جوش تقریر سن کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اللہ کے راستے جہاد میں سو اونٹ مع ان کی جھولوں اور پالانوں کے دینے کا ذمہ لیتا ہوں، اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو پھر مالی امداد کی طرف متوجہ کر کے ترغیب دلائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

besturdubooks.wordpress.com
پھر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ میں مزید دو سو اونٹ ان کے ساز و سامان کے ساتھ اللہ کے راستے (جہاد) میں دیتا ہوں۔ پھر تیسری بار نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو مالی معاونت کی ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تین سو اونٹ ان کے ساز و سامان سمیت اپنے ذمہ لیتا ہوں، راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ منبر سے اترتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اس عمل کے بعد عثمان اب جو عمل بھی کرے ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، دو دفعہ آپ ﷺ نے یہ جملہ دہرایا۔ (ترمذی شریف)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس وقت جبکہ غزوہ تبوک کا سامان جہاد تیار اور فراہم کیا جا رہا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے کرتہ کی آستین میں ایک ہزار دینار بھر کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے اور اس کو آپ ﷺ کی گود میں بکھیر دیا، میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ ان اشرفیوں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اس مالی قربانی کے بعد اگر عثمان کوئی بھی عمل کرے ان کا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ (مسند احمد)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد نو سو اوقیہ چاندی جو چھتیس ہزار درہم بنتے ہیں وہ بھی اس چندے میں دے دیئے، کہتے ہیں کہ ایک تہائی لشکر کو صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تیار کر کے روانہ فرمایا۔ یہ بھی اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لشکر کی تمام ضروریات کو پورا کر دیا یہاں تک کہ اگر کسی کو رسی کی بھی ضرورت تھی وہ بھی آپ رضی اللہ عنہ نے پوری کی "فجزاه الله خير الجزاء."

نادار غریبوں کا صدقہ

یہ مالدار اور اصحاب ثروت حضرات کا تذکرہ تھا، جن فقراء اور غریبوں نے اس چندے میں حصہ لیا انہیں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور وہ بھی آج کے غریبوں کیلئے بہترین نمونہ ہے، چنانچہ حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے رات بھر ایک شخص کی مزدوری کی جس کے بدلے میں ان کو دو صاع کھجور ملی، ایک صاع تو انہوں نے بیوی بچوں کیلئے رکھا اور ایک صاع لا کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، اسی طرح ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ زیادہ لا کر پیش کیا، ایک نے تقریباً پونے دو سیر پیش کیا اس

besturdubooks.wordpress.com

پر منافقین نے مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ یعنی منافقین نے کسی کو طعن کے بغیر نہیں چھوڑا زیادہ لانے والے کو ریا کار کہا اور کم لانے والے کو بے کار کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

"اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ." (سورہ توبہ آیت ۷۹)

"یعنی وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں ان مسلمانوں پر جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان پر جو اپنی محنت مزدوری کے سوا کچھ نہیں پاتے پھر ان پر ٹھٹے کرتے ہیں، اللہ نے ان سے ٹھٹا کیا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔"

تفسیر: ایک مرتبہ (غزوۂ تبوک کے موقع پر) آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار دینار یا درہم حاضر کر دیئے، حضرت عاصم بن عدیؓ نے ایک سو وسق کھجوریں جن کی قیمت چار ہزار درہم ہوتی تھی پیش کیں، منافقین کہنے لگے کہ ان دونوں نے دکھلاوے اور نام و نمود کو اتنا دیا ہے، ایک غریب صحابی ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے جو محنت ومشقت سے تھوڑا سا کما کر لائے اس میں سے ایک صاع تمر (چار سیر) صدقہ کیا تو مذاق اڑانے لگے کہ یہ خواہ مخواہ زور آوری سے لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہونا چاہتا ہے بھلا اس کی ایک صاع کھجوریں کیا پکار کریں گی غرض تھوڑا دینے والا اور بہت خرچ کرنے والا کوئی ان کی زبان سے بچتا نہ تھا، کسی پر طعن تو کسی سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۶۴)

بعض روایات میں آیا ہے کہ اس غریب کی اس تھوڑی سی کھجور کو نبی اکرم ﷺ نے صدقے کے ڈھیر پر بطور برکت بکھیر دیا۔

عورتوں کا صدقہ

اسلام کی آبیاری اور ترقی میں جس طرح مردوں کا خون اور مال لگا ہے اسی طرح مسلمان عورتوں کا جان و مال بھی لگا ہے، چنانچہ غزوۂ تبوک میں جس طرح مردوں نے محنت و مزدوری کا صدقہ پیش کیا تو عورتوں نے اپنے بدن کے زیورات سے اسلام اور جہاد کی عظیم الشان خدمت کی اور آنے والی مسلمان خواتین کیلئے ایک نمونہ اور درس عبرت چھوڑ گئیں۔ حتی کہ عورتوں نے ہر اس چیز کو مجاہدین

besturdubooks.wordpress.com

کی تیاری میں پیش کیا جس سے کسی نہ کسی صورت میں مجاہدین کی مدد اور معاونت ہو سکتی تھی۔

حضرت سنان اسلمیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کے گھر میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک کپڑا بچھا ہو دیکھا جس میں عورتوں کے زیورات میں سے کنگن، بازو بند، پازیب، کان کی بالیاں، ہاتھ کی انگوٹھیاں اور دیگر زیورات تھے جن کو عورتوں نے اسلامی لشکر کے تعاون کیلئے پیش کیا تھا۔ الغرض جس سے جو کچھ ہو سکا وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، آنحضرت ﷺ نے اس سے فوج کی مدد کی۔ آپ ﷺ نے بطورِ خاص یہ حکم دیا تھا کہ چونکہ راستہ بہت دور ہے اور اکثر لوگ پیدل ہیں لہذا جوتے زیادہ سے زیادہ اپنے پاس رکھو۔

رونے والے غریب

نادار طبقے میں سے یہ ایک مستقل جماعت تھی جس کو اہل تاریخ نے ''البَکَّاؤُنَ'' رونے والی جماعت سے یاد کیا ہے، یہ وہ نادار اور غریب صحابہ تھے جو غزوہ تبوک میں شریک ہونا چاہتے تھے لیکن ان کے پاس سواری اور راستے کا خرچ نہیں تھا، یہ زار و قطار نبی اکرم ﷺ کے سامنے روئے مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سواری کا انتظام نہیں، اسی غم کے مارے یہ لوگ روتے ہوئے واپس لوٹ آئے، رونے والے یہ بے بس مجاہد سات تھے جن کے نام یہ ہیں:

① سالم بن عمیر ② علبہ بن زید ③ ابو لیلیٰ المازنی ④ عمرو بن غنمہ ⑤ سلمہ بن صخر ⑥ عرباض بن ساریہ ⑦ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم اجمعین

بعض نے حضرت معقل بن یسار اور عمرو بن الجموع کا نام ذکر کیا ہے کہتے ہیں کہ حضرت ابو لیلیٰ اور حضرت عبداللہ بن مغفل ایک ساتھ رو رہے تھے کہ ان پر ایک صحابی ابن یامین کا گزر ہوا تو انہوں نے ان دونوں سے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے تھے کہ آپ ﷺ ہمیں کوئی سواری دیں گے مگر آپ ﷺ کے پاس بھی کچھ نہیں تھا اور ہمارے پاس بھی کچھ نہیں تاکہ ہم جہاد پر نکل سکیں اس لئے رو رہے ہیں۔ اس پر اس صحابی نے ان کو ایک پانی بھرنے والا اونٹ دے دیا اور کچھ سفر خرچ بھی دیا تب یہ دونوں غزوہ تبوک میں چلے گئے۔

ان سات افراد میں علبہ بن زید کا قصہ عجیب ہے اور وہ اس طرح کی حضرت علبہ ؓ رات کے

besturdubooks.wordpress.com

وقت گھر سے نکل گئے اور رات بھر نمازیں پڑھتے رہے اور پھر رو رو کر یہ دعاء مانگتے رہے اے میرے مولا! تو نے ہمیں جہاد کا حکم دیا اور اس کی بہت زیادہ ترغیب بھی دے دی پھر تو نے مجھے اتنا مال نہیں دیا جس سے میں مضبوط ہو کر نکل جاؤں اور تو نے اپنے رسول کے پاس بھی ایسی سواری نہیں رکھی جس پر وہ مجھے سوار کرائے، اب میں یہ کرسکتا ہوں کہ مجھ پر جس مسلمان نے جس قدر ظلم وزیادتی کی ہے میں اس کو وہ ظلم معاف کرتا ہوں اور میری ایک زمین ہے میں اس کو مسلمانوں کیلئے وقف کرتا ہوں۔ صبح کے وقت حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس رات میں کسی نے صدقہ کیا ہے جواب میں کوئی نہ بولا آپ ﷺ نے پھر پوچھا اور پھر پوچھا تو علبہ رضی اللہ عنہ نے اپنا حال بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مبارک ہو تیرا صدقہ اچھے طریقے سے قبول ہوا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھیوں نے نبی اکرم ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ نبی اکرم ﷺ سے سواری طلب کریں، وہ خود فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو میں نے کہا کہ یا نبی اللہ! مجھے میرے ساتھیوں نے بھیجا ہے، وہ آپ سے اپنے لئے سواری طلب کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ غصہ ہوئے اور قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم! ہم تم کو سواری نہ دیں گے اور نہ میرے پاس سواری ہے کہ ہم تم کو دیں۔ مجھے معلوم نہ ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اتنے غضب میں کیوں ہیں میں انتہائی غم کی حالت میں واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا اور ان کو سارا قصہ سنا دیا، اس واقعہ پر زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اتنے میں حضور اکرم ﷺ کے پاس مالِ غنیمت کے اونٹ آ گئے اور تھوڑی دیر میں حضور اکرم ﷺ کا قاصد بلال حبشی رضی اللہ عنہ آواز دے رہے تھے کہ عبداللہ بن قیس یعنی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ میں نے کہا میں ادھر ہوں، وہ فرمانے لگے کہ نبی اکرم ﷺ کے چلے جاؤ وہ آپ کو بلا رہے ہیں میں جب آنحضرت ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ نے مجھے چھ اونٹ دے دیئے، اس کے بعد ہمیں خیال آیا کہ نبی اکرم ﷺ نے سواری نہ دینے کی قسم کھائی تھی کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اونٹ ہمارے لئے نامبارک ثابت ہو جائے، ہم پھر حضور اکرم ﷺ کے پاس گئے اور قسم کا تذکرہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو سواری میں نے نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور ہم

besturdubooks.wordpress.com

جب قسم کھاتے ہیں اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ اس کے خلاف کرنا بہتر ہے تو ہم قسم کا کفارہ ادا کرتے ہیں اور وہ بہتر کام کر دیتے ہیں۔ انہیں حضرات کے بارے میں قرآن عظیم کی یہ آیت اتری ہے:

''وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ.'' (توبہ آیت ۹۲)

''اور نہ ان لوگوں پر کچھ گناہ ہے کہ جب وہ تیرے پاس آئے کہ تو انہیں سواری دے، تو نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تمہیں اس پر سوار کر دوں تو وہ لوٹ گئے اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہیں تھا ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔''

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

تفسیر: سبحان اللہ، نبی اکرم ﷺ کی صحبت نے صحابہؓ کے دلوں میں عشق الٰہی کا وہ نشہ پیدا کیا تھا جس کی مثال کسی قوم وملت کی تاریخ میں موجود نہیں، مستطیع اور مقدور والے صحابہ کو دیکھو تو جان و مال سب کچھ خدا کے راستے میں لٹانے کو تیار ہیں اور سخت سے سخت قربانی کے وقت بڑے ولولے اور اشتیاق سے آگے بڑھتے ہیں، جن کو مقدور نہیں وہ اس غم مین رو رو کر جان کھوئے لیتے ہیں کہ ہم میں اتنی استطاعت کیوں نہ ہوئی کہ اس محبوب حقیقی کی راہ میں قربان ہونے کیلئے اپنے کو پیش کر سکتے۔

(تفسیر عثمانی ص ۲۶۶)

غزوہ تبوک کے یہ وہ نادار مخلصین تھے جن کو اللہ تعالی نے استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے معذور قرار دیا، اسی طرح قرآن عظیم نے ضعفاء اور بوڑھے حضرات کو بھی معذور قرار دیا تھا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بیماروں اور مریضوں کو بھی معذور قرار دیا۔ سورۃ توبہ کی آیت ۹۱ اسی قسم کے لوگوں کے بارے میں اتری ہے جس کی تفسیر علامہ عثمانی اس طرح کرتے ہیں:

''جھوٹے عذر کرنے والوں کے بعد سچے معذورین کا بیان فرماتے ہیں، حاصل یہ ہے کہ عذر کبھی تو شخصی طور پر لازمِ ذات ہوتا ہے مثلاً بڑھاپے کی کمزوری جو عادۃ کسی طرح آدمی سے جدا نہیں ہو سکتی، اور کبھی عارضی ہوتا ہے، پھر عارضی یا بدنی ہے جیسے بیماری وغیرہ یا مالی جیسے افلاس وفقدان اسبابِ سفر۔

علامہؒ مزید لکھتے ہیں کہ جو لوگ واقعی معذور ہیں اگر ان کے دل صاف ہوں اور خدا اور رسول کے ساتھ

besturdubooks.wordpress.com

ٹھیک ٹھیک معاملہ رکھیں مثلاً خود نہ جاسکتے ہوں تو جانے والوں کی ہمتیں پست نہ کریں بلکہ اپنے مقدور کے مطابق نیکی کرنے اور اخلاص کا ثبوت دینے کیلئے مستعد رہیں ان پر جہاد کی عدم شرکت سے کچھ الزام نہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۶۶)

جھوٹے بہانے کرنے والے منافقین

جنگ کا دوسرا مرحلہ

علامہ ابن سعدؒ لکھتے ہیں کہ بیاسی اعراب، گنواروں اور منافقین نے غزوہ تبوک میں شرکت سے معذوری ظاہر کی تھی، حضور اکرم ﷺ سے انہوں نے اجازت مانگی مگر آنحضرت ﷺ نے اجازت نہ دی اور یہ لوگ رہ گئے، ان پر عتاب آیا اور ان کا عذر قبول نہ ہوا۔

جد بن قیس

یہ انتہائی بے حیاء شخص تھا اور منافق بھی تھا، اس کو جب حضور اکرم ﷺ نے غزوہ میں شرکت کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ آپ مجھے یہاں رہنے کی اجازت دے دیں اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیں، کیونکہ سب لوگوں کو معلوم ہے کہ میں عورتوں کے بارے میں عاشق مزاج آدمی ہوں وہاں جاکر میں بنو اصفر چٹے چٹے والی عورتوں کو دیکھ لوں گا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا اور میں زنا میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے جب اس کی یہ بے حیائی دیکھ لی تو آپ ﷺ نے اس سے منہ موڑ کر فرمایا کہ میں نے تجھے اجازت دے دی۔

یہ خبر سن کر اس منافق کا بیٹا اس کے پاس گیا جس کا نام عبداللہ تھا اور وہ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے، انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے حضور اکرم ﷺ کی دعوت کو کیوں ٹھکرا دیا حالانکہ بنی سلمہ قبیلے میں آپ سے زیادہ مالدار کوئی نہیں، نہ آپ خود جاتے ہو اور نہ کسی سے مالی تعاون کر کے بھیجتے ہو؟ باپ نے جواب دیا کہ اے میرے بیٹے! میں کیسے جاؤں حالانکہ سخت ترین گرمی ہے اور سخت تنگی ہے تو میں رومیوں کے مقابلے پر کیسے جا سکتا ہوں مجھے خوف ہے کہ وہ مار دیں گے اس لئے میں گھر میں رہوں گا تم جاتے ہو تو چلے جاؤ میں تو دنیا کے حوادثات اور مشکلات کو خوب جانتا ہوں۔

besturdubooks.wordpress.com

اس پر اس کے بیٹے نے سخت لہجے میں اس کو جواب دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ تم منافق ہو اور نفاق نے تجھے روکا ہے قسم بخدا تیرے بارے میں ضرور قرآن اترے گا۔ کہتے ہیں کہ اس خبیث نے اپنا جوتا اٹھایا اور اس سے اپنے بیٹے کو چہرے پر مارا۔ بیٹا واپس ہو گیا اور یہ منافق مسلسل اپنے قبیلے کو جہاد سے روکنے کی کوششیں کر رہا تھا اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہا تھا، اسی نے یہ کہا تھا جس کو قرآن نے نقل کیا ہے کہ:

"وَقَالُوا لَا تَنفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا."

"یعنی ان منافقین نے کہا کہ گرمی ہے گرمی میں مت نکلو، آپ کہہ دیجئے کہ دوزخ کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے۔"

اسی شخص کے بارے میں قرآن نے کہا ہے:

"وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا."

"یعنی کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے رہنے کی اجازت دو اور مجھے فتنے میں نہ ڈالو خبردار فتنے میں تو یہ لوگ پڑ گئے۔"

کہتے ہیں کہ جب اس منافق کے متعلق یہ آیتیں اتریں تو اس کا بیٹا اس کے پاس آکر کہنے لگا کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تیرے بارے میں قرآن اترے گا جس کو دنیا کے مسلمان پڑھیں گے۔ اس نے جواب دیا اے بیوقوف اور ذلیل خاموش ہو جا تم تو محمد (ﷺ) سے بھی زیادہ مجھ پر سختی کرتے ہو۔

عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کا کردار

عبداللہ بن ابی بن سلول تو رئیس المنافقین تھا کسی بھی غزوہ اور کسی بھی جنگ میں وہ مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ سے باز نہیں آیا مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنا، کفر اور کافروں کی حمایت اور اسلام و مسلمانوں کی مخالفت اس کا شیوہ تھا۔ غزوہ تبوک میں عام منافقین بھی کھل کر سامنے آگئے تھے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کا تو پوچھنا ہی کیا، چنانچہ غزوہ تبوک میں یہ شخص اپنا ایک مستقل لشکر لے کر آگیا اور ثنیۃ الوداع گھاٹی کے پاس مقام ذباب کے قریب ٹھہر گیا اس کے لشکر میں عام منافقین اور یہود شامل تھے جو دل و جان سے اس کو پسند کرتے تھے، جب یہاں پر اس نے پڑاؤ ڈالا تو لوگوں

besturdubooks.wordpress.com

نے کہا یہ کوئی معمولی لشکر نہیں ہے۔ ثنیۃ الوداع سے جب لشکر اسلام چل پڑا تو عبداللہ بن ابی بن سلول وہیں سے الگ ہوگیا اور یہود اور منافقین پر مشتمل لشکر کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور مسلمانوں کے متعلق کہنے لگا۔

''محمد (ﷺ) رومیوں اور بنو اصفر چٹے چمڑے والوں سے لڑنا چاہتا ہے حالانکہ کتنی سخت گرمی ہے علاقہ کتنا دور ہے اور اسباب کی کس قدر تنگی ہے یہ ایسا مقابلہ ہے جو عرب لوگ نہیں کر سکیں گے۔ محمد (ﷺ) کا خیال ہے کہ رومیوں اور بنو اصفر کی جنگ کوئی کھیل ہے قسم بخدا مجھے تو یوں نظر آ رہا ہے کہ کل میدانِ جنگ میں محمد (ﷺ) کے اصحاب رسیوں میں بندھے ہوئے ہوں گے۔''

یہ کہہ کر عبداللہ بن سلول اپنے تمام منافق ساتھیوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع سے واپس ہوگیا مگر کچھ منافق لشکرِ اسلام کے ساتھ چلے بھی گئے جن کی شرارتوں کا تذکرہ آئندہ اس کتاب میں آ رہا ہے۔

چند دیگر منافقین کے احوال

غزوۂ تبوک کے اس سفر میں چند منافقین ایسے بھی تھے جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ جاتے بھی تھے اور اعتراضات بھی کرتے تھے انہیں میں سے ودیعہ بن ثابت، جلاس بن سوید، مخشی بن حمیر اور ثعلبہ بن حاطب تھے ان منافقین نے مسلمانوں سے کہا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ رومیوں سے لڑائی عام انسانوں سے لڑنے کی طرح ہے؟ قسم بخدا گویا ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم لوگ کل رومیوں کے ہاتھوں رسیوں میں جکڑے ہوئے پڑے ہوگے۔ پھر ودیعہ نے خاص طور پر کہا کہ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے یہ ساتھی سب سے زیادہ جھوٹے ہیں اور سب سے زیادہ ان کے پیٹ موٹے ہیں اور سب سے زیادہ جنگ کے وقت بزدل ہیں؟ جلاس نے کہا یہ ہمارے ساتھی وقت کے سردار ہیں یہ اس زمانہ کے اہل فضل اور اشراف میں سے گنے جاتے ہیں قسم بخدا اگر محمد (ﷺ) سچے ہیں تو ہم گدھوں سے بھی زیادہ بدتر ثابت ہو جائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے عمار بن یاسر سے فرمایا کہ جا کر معلوم کرو کہ ان لوگوں نے کیا کہا یہ لوگ تو حسد کی وجہ سے جل رہے ہیں، اگر ان لوگوں نے اپنی گفتگو سے انکار کیا تو ان سے کہہ دو کہ ہاں تم نے یہ یہ باتیں کہہ دی ہیں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جب ان سے گفتگو کی تو ودیعہ نے آ کر حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی کا کجاوہ پکڑ لیا اور پھر کہا کہ ہم تو مذاق

besturdubooks.wordpress.com

کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیتیں نازل فرمادیں:

"وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ، قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ." (توبہ آیت:۶۵)

"اور اگر تو ان سے پوچھے تو وہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتے تھے اور دل لگی کرتے تھے آپ کہہ دیجئے کہ کیا اللہ اور اسکے حکموں سے اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھے کرتے تھے۔"

انہیں منافقین میں سے جلاس غزوۂ تبوک سے لوگوں کو برابر روک رہا تھا۔ جلاس ایک غریب شخص تھا اس کا کسی کے ذمہ پیسہ تھا آنحضرت ﷺ نے وہ پیسہ ان کو دلایا تو یہ صاحب حیثیت مالدار بن گیا مگر ناشکرا بن گیا تھا اور نفاق نے اس میں گھر کرلیا تھا، چنانچہ جب اس نے کہا کہ اگر محمد (ﷺ) سچے ہوں تو پھر ہم گدھوں سے زیادہ بدتر ہو گئے اس پر اس کے سوتیلے بیٹے عمیر نے کہا کہ ہاں تم گدھے سے زیادہ بدتر ہو اور رسول اللہ سچے ہیں۔

پھر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے جلاس! آپ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے اور کردار میں سب سے اچھے تھے اور سب سے زیادہ معزز تھے لیکن قسم بخدا آپ نے ایک ایسی گفتگو کی ہے کہ اگر میں اس کا عام تذکرہ شروع کردوں تو تم ذلیل و خوار ہو جاؤ گے اور اگر تمہاری اس گفتگو پر میں خاموش ہو جاتا ہوں تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ بہرحال یہ تنازع آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو جلاس نے صاف کہہ دیا کہ میں نے یہ گفتگو نہیں کی ہے اور عمیر جھوٹ بولتا ہے۔ اس پر یہ آیتیں اتریں جن میں عمیرؓ کی تصدیق کردی گئی۔ ان میں جلاس کی غربت اور پھر مالداری کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس کو ملزم قرار دیا گیا:

"يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا." (توبہ آیت ۷۴)

"قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ ہم نے نہیں کہا، بے شک انہوں نے کفر کا جملہ کہا ہے اور اسلام کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور اس چیز کا ارادہ کرلیا تھا جس کو حاصل نہ کر سکے۔"

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ

besturdubooks.wordpress.com

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ." (توبہ آیت ۷۳)

''اے نبی لڑائی کرو کافروں سے اور منافقین سے اور ان پر سختی کرو، ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے''۔

تفسیر: گزشتہ آیت ۷۴ کی تفسیر ملاحظہ ہو:

''منافقین پیچھے بیٹھ کر پیغمبر علیہ السلام کی اور دین اسلام کی اہانت کرتے تھے جیسا کہ سورۃ منافقون میں آئے گا۔ جب کوئی مسلمان حضور ﷺ تک ان کی باتیں پہنچا دیتا تو اس کی تکذیب کرتے اور قسمیں کھا لیتے کہ ہم نے فلاں بات نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمان راویوں کی تصدیق فرمائی کہ بے شک انہوں نے وہ باتیں زبان سے نکالی ہیں اور دعوائے اسلام کے بعد مذہبِ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی نسبت وہ کلمات کہے ہیں جو صرف منکرین کی زبان سے نکل سکتے ہیں۔

علامہ عثمانیؒ اسی آیت کی تفسیر میں مزید لکھتے ہیں کہ غزوۂ تبوک سے واپسی میں آنحضرت ﷺ لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑی راستے کو تشریف لے جا رہے تھے۔ تقریباً بارہ منافقین نے چہرہ چھپا کر رات کی تاریکی میں چاہا کہ آپ ﷺ پر ہاتھ چلائیں اور معاذ اللہ پہاڑی سے گرا دیں۔ حضور ﷺ کے ساتھ حذیفہؓ اور عمارؓ تھے۔ عمارؓ کو انہوں نے گھیر لیا تھا مگر حذیفہؓ نے مار مار کر ان کی اونٹنیوں کے منہ پھیر دیئے چونکہ چہرے چھپائے ہوئے تھے اس لئے حذیفہؓ نے ان نہیں پہچانا، اسی واقعہ کی طرف وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا. میں اشارہ ہے کہ جو ناپاک قصد انہوں نے کیا خدا کے فضل سے پورا نہ ہوا۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۶۳)

علامہ عثمانی اوپر کی آیت نمبر ۷۳ کی تفسیر لکھتے ہیں:

اسی لئے جہاد کا لفظ اس آیت میں عام رکھا گیا ہے یعنی تلوار سے زبان سے قلم سے جس وقت جس کے مقابلہ جس طرح مصلحت ہو جہاد کیا جائے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ اگر منافقین کا نفاق بالکل عیاں ہو جائے تو ان پر بھی جہاد بالسیف کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال غزوۂ تبوک نے چونکہ منافقین کا نفاق بالکل آشکارا کر دیا تھا اس لئے اس آیت میں ان کی نسبت ذرا سخت رویہ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی اور تبوک کے موقع پر جب منافقین کھلم کھلا بے حیائی، عناد اور دشمنی کا انداز اختیار

besturdubooks.wordpress.com

کرلیا تو حکم ہوا کہ اب ان کے معاملے میں سختی اختیار کیجئے، یہ شریر خوش اخلاقی اور نرمی سے ماننے والے نہیں ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۶۳)

قرآن کریم منافقین کی حقیقت ظاہر کر رہا ہے

غزوۂ تبوک میں چونکہ منافقین کا نفاق کھل کر سامنے آ گیا تھا اس لئے قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے بالکل واضح طور پر ان کی خباثتوں اور خفیہ منصوبوں کو ظاہر فرما دیا اور صحابہ کرامؓ کے اخلاص اور ان کی عظیم محنتوں کا کھلے الفاظ میں اعلان فرمایا چونکہ سورۃ توبہ نزول کے اعتبار سے مدینہ منورہ میں قرآن عظیم کی آخری بڑی سورت تھی جو اتری تھی اس لئے اس کے احکام محکم، غیر منسوخ تھے یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر فاروقؓ افواج اسلامیہ کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ مجاہدین کے لشکر میں سورۃ توبہ کا درس دینا لازمی ہے چنانچہ سرزمین شام میں اس کام پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ امیر المومنین کی طرف سے مقرر تھے۔ آپؓ مسلسل اس سورت کا درس دیا کرتے تھے۔

چونکہ اس سورت میں منافقین سے متعلق بہت آیات وارد ہیں اس لئے عربی عبارت کے ساتھ نقل کرنا میرے لئے اس کتاب میں مشکل ہے لہذا میں چند آیات کا ترجمہ پیش کرتا ہوں اور پھر تفسیر عثمانی سے مختصر سی تفسیر نقل کروں گا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

① (ترجمہ) اگر مال ہوتا نزدیک اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ لوگ ضرور تیرے ساتھ ہو کر جاتے لیکن مسافت ان کو لمبی نظر آئی اور اب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم سے ہوسکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ (سورۂ توبہ ۴۲)

② اللہ تجھے بخشے تو نے ان کو کیوں رخصت دی یہاں تک کہ تجھ پر سچ کہنے والے ظاہر ہو جاتے اور تو جھوٹوں کو جان لیتا۔ (۴۳)

③ تجھ سے رخصت وہی مانگتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لائے ان کے دل شک میں پڑے ہیں اور وہ اپنے شک ہی میں بھٹک رہے ہیں۔ (۴۵)

④ اگر وہ نکلنا چاہتے تو ضرور اس کا کچھ سامان تیار کرتے لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا پسند نہ کیا پس روک دیا ان کو اور حکم ہوا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے ہو۔ (۴۶)

besturdubooks.wordpress.com

⑤ اور بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ مجھ کو رخصت دے اور مجھے فتنے میں نہ ڈال، خبردار وہ تو فتنے میں گر گئے بے شک دوزخ کافروں کو گھیر رہی ہے۔ (۴۹)

⑥ اگر تجھ کو کوئی بھلائی (فتح وغیرہ) پہنچے تو وہ ان کو بری لگتی ہے اور اگر کوئی سختی اور مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا کام پہلے ہی سنبھال لیا تھا اور خوشیاں مناتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔ (۵۰)

⑦ اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور وہ تم میں سے نہیں لیکن وہ تم سے ڈرتے ہیں اگر وہ کوئی پناہ کی جگہ پائیں یا کوئی غار ان کو ملے یا سر گھسانے کو جگہ ملے تو وہ رسیاں تڑاتے ہوئے اسی کی طرف بھاگ جائیں گے۔ (۵۶،۵۷)

⑧ اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ تجھ پر خیرات بانٹنے میں طعن کرتے ہیں پس اگر ان کو صدقہ دیا جائے تو وہ راضی ہوتے ہیں اور اگر ان کو نہ ملے تو اسی وقت ناراض ہو کر غصہ ہو جاتے ہیں۔ (۵۸)

⑨ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم (صحابہ) کو راضی کریں اور اللہ کو اور اس کے رسول کو راضی کرنا زیادہ ضروری ہے اگر وہ ایمان رکھتے ہیں۔ (۶۲)

⑩ اگر تو ان سے پوچھے (یہ کفریہ باتیں کیوں کیں) تو وہ کہیں گے کہ ہم تو دل لگی اور خوش وقتی کی بات چیت کرتے تھے۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا اللہ اور اس کے حکموں سے اور رسول سے تم مذاق کرتے تھے۔ (۶۵)

⑪ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ ہم نے نہیں کہا (کہ آنحضرت ﷺ کو قتل کرو) بے شک انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور اسلام کے بعد کفر پر آگئے ہیں اور اس چیز کا ارادہ کر لیا تھا جو ان کو مل نہ سکی۔ (۷۴)

⑫ اور کہنے لگے کہ گرمی میں کوچ نہ کرو، آپ کہہ دیجئے کہ دوزخ کی آگ سخت گرم ہے، اگر ان کو سمجھ ہوتی۔ (۸۱)

⑬ پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہ جانے پر یہ لوگ خوش ہو گئے پس ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی، پس وہ نہیں سمجھتے۔ (۸۷)

⑭ اور بہانے کرنے والے گنوار آگئے تاکہ ان کو رخصت مل جائے اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا وہ بیٹھے رہے اب ان میں جو کافر ہیں ان کو دردناک عذاب پہنچ کر رہے گا۔ (۹۰)

besturdubooks.wordpress.com

(۱۵) راہ الزام اور باز پرس ان لوگوں سے ہے جو تجھ سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ مالدار ہیں یہ خوش ہوئے اس بات سے کہ پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہ جائیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی پس وہ نہیں سمجھتے ہیں۔(۹۳)

(۱۶) جب تم پھر کر (تبوک سے واپس) جاؤ گے ان کی طرف تو وہ بہانے لائیں گے تمہارے پاس، آپ کہہ دیجئے بہانے مت بناؤ، ہم ہرگز نہیں مانیں گے تمہاری بات، بے شک اللہ ہم کو بتا چکا ہے تمہارے احوال کو۔(۹۴)

(۱۷) اب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم پھر کر ان کی طرف جاؤ گے تا کہ تم ان سے درگزر کرو، پس تم ان سے درگزر کرو بے شک وہ لوگ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا بسبب ان کے کئے دوزخ ہے۔(۹۵)

(۱۸) وہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پس اگر تم ان سے راضی ہو گئے تو اللہ نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔(۹۶)

(۱۹) اور جنہوں نے نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کیلئے مسجد بنائی ہے اور واسطے گھات لگانے ان لوگوں کے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پہلے لڑ چکے ہیں اور البتہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھی اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں۔(۱۰۷)

(۲۰) اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھایا ہے سو جو لوگ ایمان والے ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو بڑھایا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں اور جن کے دلوں میں مرض (نفاق) ہے سو ان کے حق میں نجاست پر نجاست بڑھا دی اور وہ مرتے دم تک کافر ہی رہے۔(۱۲۴،۱۲۵)

(۲۱) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ (جہاد کے ذریعہ سے) آزمائے جاتے ہیں، پھر بھی نہ توبہ کرتے ہیں اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔(۱۲۶)

محترم قارئین: یہ ساری آیتیں سورۃ توبہ کی ہیں اور سب کی سب منافقین کے متعلق ہیں، اس کے علاوہ بھی اس سورت میں بہت آیات منافقین کی خباثتوں سے متعلق ہیں جن کا ذکر کرنا مشکل ہے، اس

besturdubooks.wordpress.com

سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ منافقین کا وجود اسلام اور نظریہ جہاد اور عمل جہاد اور مجاہدین کیلئے کس قدر نقصان دہ ہے، اسلام کے مبارک وجود میں منافقین کا یہ رستا ہوا ناسور اس مبارک دور میں شروع ہوا جس میں آنحضرت ﷺ خود موجود تھے، صحابہ کرام ﷺ کی مخلص جماعت موجود تھی، قرآن کریم کا نزول ہورہا تھا، اگر منافقین کی شرارتوں سے اس وقت کے مخلص مسلمان نہیں بچ سکے اوران کو پریشانیاں اٹھانی پڑیں تو آج کے دور کے کمزور مسلمان آج کے منافقین کی خباثتوں سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ اس لئے جہادی کارکنوں پر لازم ہے کہ وہ وقار اور سنجیدگی سے حالات کا جائزہ بھی لیا کریں اور جرأت کے ساتھ مقابلہ بھی کیا کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں ظاہری دشمن سے بھی اور باطنی دشمن سے بھی محفوظ فرمائے۔ آمین۔

سویلم یہودی کا گھر جلایا گیا

ابن ہشام نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی کہ منافقین سب کے سب سویلم یہودی کے گھر میں جمع ہوگئے ہیں اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں جانے سے روک رہے ہیں اور انہیں بہکاتے ہیں، سویلم کا مکان مقام ''جاسوم'' کے پاس تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ ﷺ کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا کہ جا کر سویلم کے گھر کو لوگوں سمیت جلا دو۔ یہ حضرات گئے اور سویلم کے گھر میں آگ لگا دی جب گھر جلنے لگا تو ضحاک بن خلیفہ نے دیوار کے پیچھے سے کود کر بھاگنا چاہا مگر ان کا پیر ٹوٹ گیا اس کے دوسرے ساتھی بھاگنے میں کامیاب ہوگئے اور وہ خود بھی بچ گیا، بھاگنے کے اسی پس منظر کو بیان کرنے کیلئے ضحاک بن خلیفہ نے اس موقع پر یہ اشعار کہہ دیئے، کہا:

كَادَتْ وَبَيْتُ اللّٰهِ نَارُ مُحَمَّدٍ
يُشِيطُ بِهَا الضَّحَّاكَ وَابْنُ اُبَيْرِقِ

رب کعبہ کی قسم! قریب تھا کہ محمد عربی اپنی لگائی ہوئی آگ سے ضحاک اور ابن ابیرق کو ہلاک کر کے رکھ دیتا۔

ظَلْتُ وَقَدْ طَبَقْتُ كِبْسَ سُوَيْلَم
اَنُوْءُ عَلٰى رِجْلِىْ كَسِيْرًا وَمِرْفَقِىْ

besturdubooks.wordpress.com

جب اس آگ نے سویلم کی جھونپڑی جلانا شروع کردیا تو میں ٹوٹے پاؤں اور بازو کی مدد سے بھاگ کھڑا ہوا۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا أَعُوْدُ لِمِثْلِهَا

أَخَافُ وَمَنْ تَشْمَلُ بِهِ النَّارُ يُحْرَقِ

دوستوں کو آخری سلام و پیغام ہے کہ میں اس خوفناک آگ کی طرف نہیں لوٹوں گا اور آگ نے جس کو گھیر لیا وہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔

الغرض طبقات بن سعد میں ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ بیاسی گنواروں نے غزوہ تبوک میں شرکت سے معذوری ظاہر کی اور آنحضرت ﷺ سے اجازت لئے بغیر وہ پیچھے رہ گئے جن پر عتاب نازل ہوا۔

اس وقت اسلامی لشکر میں شامل ایک شاعر نے منافقین اور مسلمین کا نقشہ اس طرح پیش کیا:

تَبَارَكَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ إِنِّيْ

رَأَيْتُ اللّٰهَ يَهْدِيْ كُلَّ هَادِ

نیل گائیوں کو ہماری طرف بھیجنے والا رب برکتوں والا ہے میں نے دیکھ لیا کہ اللہ ہر رہنمائی حاصل کرنے والے کی رہنمائی کرتا ہے۔

فَمَنْ يَّكُ حَائِدًا عَنْ ذِيْ تَبُوْكٍ

فَإِنَّا قَدْ أُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

پس جو شخص غزوہ تبوک سے پیچھے رہنا چاہتا ہے (وہ بے شک رہ جائے) ہمیں تو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

مدینہ منورہ سے لشکر اسلام کی روانگی

جنگ کا تیسرا مرحلہ

جمعرات کے روز ماہ رجب ۹ ہجری کو آنحضرت ﷺ صبح صبح مدینہ منورہ سے تیس ہزار کا لشکر جرار لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ دس ہزار جنگی گھوڑے ساتھ تھے اور بہت سارے اونٹ تھے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ پر اپنا قائم مقام اور والی حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ

besturdubooks.wordpress.com

کو مقرر فرما دیا اور اپنے اہل وعیال پر حضرت علیؓ کو بطور نگران مقرر فرمایا حضرت علیؓ کو اس غزوہ سے پیچھے رہ جانا پسند نہیں تھا فرماتے ہیں کہ میں جب باہر نکلا تو مجھے اپاہج اور معذور مسلمان نظر آئے یا عورتیں اور بچے نظر آئے اور یا جھوٹے منافق نظر آئے۔ پھر کچھ منافقین نے یہ پروپیگنڈہ بھی کیا کہ لو بھائی اپنے چچازاد بھائی کو رعایت دے کر پیچھے چھوڑ گیا اور عام لوگ سفر اور گرمی سے مریں گے۔ حضرت علیؓ نے جب یہ سنا تو مسلح ہو کر لشکر کے پیچھے نکل پڑے مقام جرف میں آنحضرت ﷺ سے ملاقات ہوئی اور سارا قصہ بیان کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ منافقین جھوٹے ہیں میں نے تجھے اپنے اہل وعیال کی دیکھ بھال کیلئے روکا ہے آپ تو میرے بعد ایسے ہیں جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے نگران رہ گئے تھے ہاں البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ہارونؑ نبی تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اے علی! کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ میرے بعد ایسے ہوں جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد تھے ہاں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آنحضرت ﷺ نے یہ لشکر جرار لیکر مقام ثنیۃ الوداع میں پڑاؤ ڈالا تا کہ فوج کا معائنہ بھی ہو جائے اور ترتیب بھی بنائی جائے، چنانچہ آپ ﷺ نے وہاں پر فوج کا مقدمۃ الجیش، میمنہ، میسرہ، ساقہ اور قلب الجیش بنا کر الگ الگ یونٹوں کے امراء پر جھنڈے تقسیم کیے، چنانچہ ثنیۃ الوداع سے روانگی پر آپ ﷺ نے اسلام کا عمومی جھنڈا حضرت صدیق اکبرؓ کو عطا فرمایا اور لشکرِ اسلام کا عمومی جھنڈا حضرت زبیر بن عوامؓ کو دے دیا۔ قبیلہ اوس کا جھنڈا اسید بن حضیرؓ کو عطا کیا اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا ابودجانہؓ کو مرحمت فرمایا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ لوگ غزوہ تبوک میں کتنے تھے؟ جواب میں آپ نے فرمایا کہ ہم تیس ہزار افراد تھے کثرت اور ازدحام کا یہ حال تھا کہ لوگ زوال الشمس کے وقت روانہ ہو جاتے تو شام تک پڑاؤ ڈالنے کے مقام سے بمشکل نکل جاتے، پھر شام کے وقت لشکر کا پچھلا حصہ یعنی ساقہ چل پڑتا تو صبح جا کر کہیں لشکر سے مل جاتا۔

بہر حال عزتوں اور عظمتوں کا یہ عظیم الشان اور نبی آخر الزمان ﷺ کا سب سے بڑا لشکر ثنیۃ الوداع سے چل کر ''ذی خشب'' کے مقام ''دومہ'' میں اتر گیا وہاں آنحضرت ﷺ نے شام تک آرام

besturdubooks.wordpress.com

فرمایااور پھر بنوخزاعہ کے ایک شخص علقمہ بن فغواء کوتبوک تک رہبر بنا کرکوچ فرمایا،شدید گرمی کے باعث آپ ﷺ ظہر کی نماز کومؤخراور عصر کومقدم فرما کرساتھ ساتھ پڑھاتے تھے،تبوک تک اور پھر واپسی تک یہی معمول رہاجہاں جہاں نمازوں کی جگہ ہے اب وہاں مساجد بنی ہوئی ہیں ان کے نام یہ ہیں:

① مسجد ذی خشب	② مسجد الفیفاء	③ مسجد مروہ
④ مسجد سقیا	⑤ مسجد وادی قری	⑥ مسجد حجر
⑦ مسجد ذنب حوصاء	⑧ مسجد ذی جیفہ	⑨ مسجد شق تاراء
⑩ مسجد ذات خطمی	⑪ مسجد سمنہ	⑫ مسجد اخضر
⑬ مسجد ذات زراب	⑭ مسجد مدران	⑮ مسجد تبوک

گرمی کی وجہ سے پانی کا بڑا مسئلہ پیدا ہوگیا،سواری کا تو پہلے سے تھا کہ دودو تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے،کھانے کو کچھ ملتا نہیں تھا۔صحابہ کرام ﷺ نے چند اونٹ ذبح فرمائے اوران کے پیٹ میں جمع پانی اوجھ سے نکال کر پی لیا۔حضرت عمر فاروق ﷺ نے فرمایا کہ گرمی کی وجہ سے لوگوں کوایسی پیاس لگی کہ قریب تھا کہ گردنیں ٹوٹ جاتیں اور گلے پھٹ جاتے،یہ شدید حالت جب صدیق اکبر ﷺ نے دیکھ لی تو فرمایایارسول اللہ!اللہ تعالیٰ سے پانی کی دعاءفرمادیجئے۔نبی اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھالئے ابھی ہاتھوں کو نیچے نہیں لائے تھے کہ بارش شروع ہوگئی۔لوگوں نے اپنے برتن بھر لئے،اس کے بعد جب بارش کو دیکھا گیا تو وہ صرف اور صرف لشکرِ اسلام پر برس رہی تھی اس سے باہر ایک قطرہ بارش نہیں تھی،غزوہ تبوک کے اس سفر اور مختلف قبائل میں جو جھنڈے تقسیم ہوئے اس کی منظر کشی حضرت حسان ﷺ نے اس طرح فرمائی ہے:

وَيَوْمَ سَارَرَسُوْلُ اللّٰهِ مُحْتَسِباً

إِلٰى تَبُوْكَ وَهُمْ رَايَاتُهُ الْأُوَلُ

وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ رسول اللہ ثواب کی نیت سے تبوک روانہ ہوئے اورانصار اپنے جھنڈے لئے ہوئے حضور ﷺ کیلئے ہراول دستے بنے تھے۔

besturdubooks.wordpress.com

لشکر اسلام دیار ثمود میں

عزت وعظمت کا یہ عظیم الشان لشکر اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے لاکھوں رومیوں کے مقابلے کیلئے ان کے علاقوں کی طرف جب چل پڑا تو راستے میں وہ علاقے آگئے جو صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کے تھے۔اس قوم نے وقت کے نبی کی مخالفت کی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کیا، معجزے کی اونٹنی کو ہلاک کر دیا اور حضرت صالح علیہ السلام پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب کا ایک کوڑا چھکا دیا اور قوم ثمود سب کی سب ہلاک ہوگئی،ان کے تاریخی مقامات اور عالیشان مکانات کے مٹے مٹے نشانات اب بھی باقی تھے اور قہر خداوندی کے اثرات اب بھی محسوس ہو رہے تھے،اس علاقے کو دیار ثمود بھی کہتے ہیں اور اسے حجر ثمود کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب مقام حجر پہنچے جو قوم ثمود کا ملک تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہاں کا پانی مت پیو،اس پانی سے وضو نہ بناؤ،جس نے اس پانی سے آٹا گوندھا ہو وہ اونٹوں کو کھلا دو،خود بالکل نہ کھاؤ اور کوئی شخص تنہا نہ نکلو کیونکہ آج رات سخت ہوا چلے گی ،اونٹوں کو باندھے رکھو اور خود کھڑے نہ ہوں۔سب نے اس حکم پر عمل کیا مگر دو آدمی اپنے الگ الگ کام سے باہر نکل گئے ایک تو بے ہوش ہو گیا اور دوسرے کو ہوا نے اڑا کر جبل طے میں دور جا پھینکا وہاں سے بنو طے کے لوگوں نے انہیں مدینہ منورہ پہنچا دیا۔

ابن ہشام نے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام حجر سے گزرنے لگے تو آپ ﷺ نے چہرہ انور پر کپڑا ڈال دیا اور سواری کو تیز کیا اور فرمایا کہ ظالموں کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر روتے ہوئے۔بخاری ومسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب اس معذّب قوم پر داخل ہو تو روتے رہو اور اگر رونا نہ آئے تو داخل نہ ہو،کہیں تم پر بھی وہی مصیبت نہ آجائے جو ان پر آئی۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ جو آٹا وہاں کے پانی سے گوندھا گیا ہو اس کو پھینک دو یا اپنے جانوروں کو کھلا دو۔عام پانی استعمال نہ کرو صرف ایک چشمہ سے پیو جو بیئر ناقہ کے نام سے مشہور ہے۔صالح علیہ السلام کی اونٹنی اسی کنویں سے پانی پیتی تھی، یہ

besturdubooks.wordpress.com

کنواں اب بھی ہے اس مقام سے ذرا آگے جا کر پانی کی قلت کا مسئلہ ایک بار پھر پیش آیا۔ آنحضرت ﷺ نے دعا مانگی تو بارش سے سب سیراب ہو گئے۔

اونٹنی کا گم ہونا

حجر کے مقام سے آگے ایک جگہ حضور ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی جس پر ایک منافق زید بن نصیب نے کہا کہ محمد ﷺ نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، آسمان کی خبریں دیتے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ انکی اونٹنی کہاں ہے؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اس طرح کہتا ہے خدا کی قسم! ہمیں کچھ نہیں معلوم، سوائے اس کے جو ہمارے خدا نے ہمیں بتایا اور اونٹنی کا حال بھی ہمارے خدا نے ہمیں بتا دیا!

وہ وادی قریٰ کی فلاں گھاٹی میں ہے اور اس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے جس کی وجہ سے وہ وہاں رکی ہوئی کھڑی ہے، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں گئے اور اونٹنی کو اسی جگہ سے لے آئے، دیار ثمود ہی کا ایک قصہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی جو اس کو ثمودیوں کے کسی گھر میں ملی تھی وہ اس کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو پھینک دو، اس شخص نے پھینک دیا تو وہ انگوٹھی ایسے غائب ہو گئی کہ اب تک اس کا پتہ نہیں چلا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مقام حجر کی ایک وادی کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ بھاگنے کی جگہ ہے، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب تک اس وادی سے نکلے نہ تھے مسلسل بھاگتے رہے یہاں تک کہ وہاں سے نکل گئے۔

فَمَنْ يَكُ خَائِذًا عَنْ ذِيْ تَبُوْكٍ

فَإِنَّا قَدْ أُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

besturdubooks.wordpress.com

حضور اکرم ﷺ وادی شق میں

امام المغازی علامہ واقدیؒ اپنی کتاب مغازی میں لکھتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ وادی شق میں پہنچے تو آپ ﷺ نے رات کے وقت ایک حدی خوان کی حدی خوانی کی آواز سنی، آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا کہ جلدی جلدی جاؤ تاکہ ہم اس حدی خوان کو پالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ آدمی ہمارے لشکر میں سے کوئی ہے یا کسی اور قوم سے اس کا تعلق ہے؟ صحابہ کرام ؓ نے جواب دیا کہ ہمارے آدمیوں میں سے نہیں ہے، چنانچہ جب نبی اکرم ﷺ نے ان کو پالیا تو وہ ایک جماعت تھی جو چند افراد پر مشتمل تھی۔ حضور ﷺ نے ان سے اس طرح گفتگو فرمائی:

حضور اکرم ﷺ: تم کون لوگ ہو تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے؟

قافلہ: ہمارا تعلق ''مضر'' قبیلے سے ہے۔

حضور اکرم ﷺ: میں بھی مضر قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے مضر تک اپنا نسب بیان فرمایا۔

قافلہ: ہمارا قبیلہ مضر ہی حدی خوانی کا موجد ہے۔

حضور اکرم ﷺ: وہ کیسے؟

قافلہ: واقعہ اس طرح ہوا کہ اہل جاہلیت کی یہ عادت تھی کہ ایک قبیلہ دوسرے پر لوٹ مار کرتا تھا، ہمیشہ ایک دوسرے پر ڈاکے ڈالا کرتے تھے، چنانچہ ایک قبیلے والوں نے دوسرے قبیلے کے ایک شخص پر ڈاکہ ڈالا ان کیساتھ ان کا غلام بھی تھا ڈاکہ پڑنے کی وجہ سے اونٹ بدک کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے، اس شخص نے اپنے اس غلام سے کہا کہ اونٹوں کو اکٹھا کر کے لاؤ، غلام نے کہا یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ مولا نے غلام کے ہاتھ پر زوردار ڈنڈا مارا جس کی وجہ سے غلام رونے لگا اور کہنے لگا: ''وَایَـدَاہ، وَایَـدَاہ'' ہائے میرے ہاتھ ہائے میرے ہاتھ اس فریاد اور بین سے سارے اونٹ جمع ہونے لگے تو مولیٰ نے غلام سے کہا شاباش تم اسی طرح وایداہ وایداہ کہا کرو تاکہ اس سریلی آواز سے سب اونٹ جمع ہو جائیں۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ بہت ہنسے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فارس اور روم کے دو خزانے عطا کئے اور حمیر کے

besturdubooks.wordpress.com

بادشاہوں سے میری مدد فرمائی جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے اور مالِ غنیمت سے کھائیں گے کیا میں یہ بشارت لوگوں کو نہ سناؤں؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ضرور سنا دیجئے یا رسول اللہ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کل تم انشاء اللہ تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے پس تم میں سے اگر کوئی شخص مجھ سے پہلے وہاں پہنچ گیا تو وہ اس پانی کو ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں آ جاؤں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم وہاں پہنچ گئے تو ہم نے دیکھا کہ دو آدمی ہم سے پہلے وہاں پہنچے ہوئے تھے اور اس چشمے میں پانی کی پتلی دھار بہہ رہی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں سے پوچھا کہ تم نے پانی کو ہاتھ لگایا ہے ان دونوں نے کہا ہاں، اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے، پھر صحابہؓ رضی اللہ عنہم نے کنوئیں کا تھوڑا سا پانی ایک مشکیزے میں اکھٹا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرہ انور اور ہاتھ دھو لیے پانی ابل پڑا اور لوگوں نے خوب پی لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! اگر تیری عمر طویل ہو گئی تو عنقریب تم یہاں سر سبز شاداب باغات دیکھو گے، کہتے ہیں کہ اب تک فوارہ کی طرح یہ پانی جاری ہے۔

تبوک کے قیام کے دوران حضرت ذو البجادین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا، یہ صحابی اپنے چچا سے مسلمان ہونے کی اجازت مانگتے رہے اور چچا انکار کرتے رہے جب یہ مسلمان ہوئے تو ان کے چچا نے ان سے سارا مال چھین لیا یہاں تک کہ کپڑے بھی اتار دیئے، پھر یہ صحابی اپنی ماں کے پاس آئے، اس نے اپنی چادر دو ٹکڑے کر کے ان کو دی اسی وجہ سے ذو البجادین نام پڑ گیا۔

ایک دفعہ زور زور سے قرآن پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنے شکایت کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر! ان کو چھوڑ دو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی ہے۔، تبوک پہنچنے پر انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے لئے شہادت کی دعاء فرمائیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ کیکر کی چھال لے آؤ، انہوں نے جب چھال لا کر دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گلے میں چھال باندھ کر فرمایا: اے اللہ! میں اس شخص کے خون کو کفار پر حرام قرار دیتا ہوں۔ ذو البجادین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

besturdubooks.wordpress.com

نے فرمایا کہ جب تم اللہ کے راستے میں جہاد کیلئے نکلے ہوا گر تم بخار سے مر جاؤ یا سواری نے کچل کر مار دیا ہر صورت میں تم شہید ہو، کچھ دنوں کے بعد یہ فوت ہو گئے رات کا وقت تھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہاتھ میں روشنی لئے کھڑے تھے اور صدیق اکبر و عمر رضی اللہ عنہما ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتار رہے تھے، حضور اکرم ﷺ فرما رہے تھے کہ تم اپنے بھائی کو میرے قریب لاؤ، جب قبر میں ذوالبجادین رضی اللہ عنہ اتارے جا رہے تھے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش اگر میں ان کی جگہ میں ہوتا اور یہ دعا مجھے ہو جاتی۔

تبوک میں آنحضرت ﷺ نے کل بیس دن قیام فرمایا جس کی تفصیل ابھی آ رہی ہے۔

فَمَنْ یَّکُ حَائِدًا عَنْ ذِیْ تَبُوْکٍ
فَاِنَّا قَدْ اُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

جو شخص تبوک جانے اور جہاد سے کتراتا ہے وہ ایسا کرے، ہمیں تو جہاد کا حکم دیا گیا۔

وہ مخلصین جو تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے

جنگ کا چوتھا مرحلہ

غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کی کئی قسمیں ہیں، ایک تو وہ لوگ پیچھے رہ گئے تھے جو پکے منافق اور دین کے دشمن تھے، ان کی تفصیل گزر گئی ہے، دوسرے وہ لوگ تھے جو معذور تھے یا پیچھے رہ جانے پر حضور اکرم ﷺ کی طرف سے مامور تھے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ، تیسرے وہ لوگ تھے جو کچھ وقت کیلئے پیچھے رہ گئے اور پھر تنبیہ اور بیداری کے بعد دوڑ پڑے اور تبوک میں جا کر شامل ہو گئے انہیں میں سے حضرت ابوذر غفاری اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہما وغیرہ ہیں، چوتھے وہ لوگ تھے جو آسودہ حال بھی تھے جانا بھی چاہتے تھے مگر آج کل کرتے کرتے دیر ہو گئی اور غزوہ ختم ہو گیا پھر ان لوگوں سے مسلمانوں نے سوشل بائیکاٹ کیا، انہیں میں سے حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور حضرت مرارہ رضی اللہ عنہم تھے۔ میں انہیں حضرات کی کچھ تفصیل لکھتا ہوں تا کہ ہر مسلمان کو اندازہ ہو جائے کہ جہاد فرض ہو جانے کے بعد کتنا اہم ہو جاتا ہے اور اس میں سستی کرنے والا کس طرح زیرِ عتاب آتا ہے، پہلے ان حضرات کا حال لکھتا ہوں جو دیر سے تبوک پہنچ گئے تھے۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا قصہ

غزوہ تبوک سے جب کوئی شخص رہ جاتا تھا اور صحابہ ان کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے کرتے تو آنحضرت ﷺ فرماتے کہ چھوڑ دو اگر اس میں کوئی خیر ہوگی تو خدا اس کو تمہارے ساتھ ملا دے گا اور اگر اس کی حالت کچھ اور ہے تو خدا نے تم کو اس سے بچالیا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اونٹ راستے میں چلنے سے عاجز آگیا، ایک روایت میں ہے کہ یہ اونٹ لاغر اور کمزور تھا، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ دو چار روز تک اس کو گھر میں کھلا پلا کر نکلوں گا مگر ایسا نہیں ہوسکا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنا سامان پیٹھ پر لاد کر پاپیادہ چل پڑے، تبوک میں جس وقت حضور اکرم ﷺ کسی مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے کسی نے آکر بتادیا کہ یارسول اللہ! ایک شخص تنہا چلا آرہا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابوذر ہوں گے، جب معلوم ہوگیا کہ واقعی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے اکیلا چلا آرہا ہے اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھایا جائے گا ایسا ہی ہوا اور دور عثمان رضی اللہ عنہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو ربذہ کی طرف جلاوطن کردیا گیا کیونکہ اس میں حکمت تھی، وہاں آپ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی، تجہیز و تکفین کرنے والا کوئی نہیں تھا، اتفاق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ سے واپس آرہے تھے انہوں نے تجہیز و تکفین کی۔

علامہ ابن قیمؒ نے تاریخ اور حدیث کے ٹکڑوں کو جمع کرکے یہ واقعہ اس طرح لکھا ہے:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی زوجہ کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر موت کی حالت طاری ہوگئی تو میں رونے لگی پوچھا کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا کیسے نہ روؤں، آپ اکیلے اس میدان میں مرنے کے قریب ہو اور میرے پاس اتنا کپڑا بھی نہیں کہ آپ کو کفن دے سکوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس غم میں مت روناسنو میں ایک بشارت سناتا ہوں، ہم چند آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص تنہائی کی حالت میں ایک میدان میں مرے گا لیکن وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت آجائے گی۔ ان چند آدمیوں میں سے صرف میں رہ گیا ہوں باقی سب کا آبادی میں انتقال ہوگیا ہے اب تم جا کر راستے میں دیکھو کوئی موجود ہے یا نہیں؟ میں نے کہا حاجی سب جاچکے ہیں اب اس صحرائی میدان میں آدمی کہاں ہیں، حضرت

besturdubooks.wordpress.com

ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جا کر دیکھو تو سہی، میں ان کے کہنے پر جا کر ٹیلہ سے ادھر ادھر دیکھتی اور پھر واپس آ کر ان کی تیمارداری کرتی تھی، اسی حال میں اونٹوں پر سوار کچھ آدمی مجھے نظر آئے میں نے اشارہ کیا تو وہ جلدی جلدی میرے پاس آئے اور پوچھنے لگے اے خدا کی بندی کیا پریشانی ہے، میں نے کہا ایک مسلمان مر رہا ہے ان کے کفنانے دفنانے میں مدد دو، انہوں نے پوچھا کون ہیں میں نے کہا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے کہا کون ابوذر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوذر؟ میں نے کہا ہاں۔ وہ سب بے تاب ہوگئے اور ان کے نام پر اپنے آباؤ امہات کو فدا کرنے لگے اور ان کے پاس جلدی جلدی پہنچ گئے، اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، سب لوگ سن لو ہم چند آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی لق دق صحرائی میدان میں تنہائی کی حالت میں مرے گا اور وہاں مومنین کی ایک جماعت حاضر ہو جائے گی، ان چند آدمیوں میں سے صرف میں رہ گیا ہوں باقی سب کا آبادیوں میں انتقال ہو چکا ہے، اگر میرے یا میری بیوی کے پاس اتنا کپڑا ہوتا جو میرے کفن کیلئے کافی ہوتا تو میں تم سے نہ کہتا لیکن میں تم لوگوں کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص مجھے کفن نہ دے جو کسی جماعت یا حکومت کا امیر ہو "برید" قاصد ہو یا "عریف" لیڈر رہو یا "نقیب" چھوٹا لیڈر رہو؟

مشکل یہ ہوئی کہ اس جماعت میں جتنے لوگ تھے ان سب میں ان عہدوں میں سے کوئی نہ کوئی بات تھی، ہاں ایک انصاری نوجوان تھا اس نے کہا کہ اے چچا میں آپ کو کفن دوں گا یہ میری چادر ہے اس میں دو کپڑے ہیں یہ خاص میرا ہے اور اس میں میری ماں کے ہاتھ سے کاتا ہوا سوت ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں تم مجھے اسی میں کفناؤ، انتقال کے بعد انصاری نوجوان نے وہی کفن پہنا دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا اور سب نے ملکر اس زاہد امت کو دفنا دیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

besturdubooks.wordpress.com

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کا قصہ

ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ تھا آپ مخلص صحابہ میں سے تھے آپ پر کسی قسم کا شک وشبہ نہ تھا۔ رسول اللہؐ جب تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو آپ بھی پیچھے رہ گئے، کچھ دن بعد اپنے باغ میں گئے، شدید گرمی پڑ رہی تھی اور تیز دھوپ دماغ کو کھول رہی تھی، ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں خوشگوار سایہ تھا، حسین و جمیل دو بیویاں سامنے تھیں، دونوں نے اپنے اپنے حجرے کی دیواروں اور فرش پر پانی چھڑک دیا تھا، چٹائی کا عمدہ فرش کیا تھا، تازہ کھجور کے خوشے سامنے رکھ دیئے تھے ٹھنڈا اور شیریں پانی حاضر خدمت کیا اور پر تکلف کھانا تیار کیا تھا یہ سامان تعیش دیکھ کر ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کے دل میں ایک بجلی سی دوڑ گئی اور دروازے ہی پر کھڑے ہو کر بولے سبحان اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے چھوٹے بڑے سارے گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے ہیں پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شدید گرمی اور تیز لو میں تشنگی کے عالم میں لق ودق بیابانوں اور گمنام دروں اور اونچے اونچے پہاڑوں کو طے کر رہے ہیں، بدن مبارک اور گلے میں اسلحہ زیب تن کئے ہوئے ہیں اور جہاد کیلئے جا رہے ہیں اور میں یہاں خوشگوار سایہ اور ٹھنڈے پانی کے مزے لوٹ رہا ہوں تف ہے ایسی زندگی پر یہ تو کوئی انصاف نہیں ہے، پھر کہا خدا کی قسم! میں تم دونوں کے گھر کے اندر قدم نہیں رکھوں گا اس کے بعد فوراً اپنی سواری منگوائی، تلوار حمائل کی، نیزہ سنبھالا، بیویاں بات کرنا چاہتی ہیں مگر یہ جواب ہی نہیں دیتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل نکلے، اونٹنی تیز ہوا کی طرح چل رہی تھی آخر لشکر تک جا پہنچے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں قیام پذیر تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کوئی اونٹنی سوار ریت کے ٹیلوں کو قطع کرتا ہوا چلا آ رہا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو فرمایا "کن اباخیثمہ" یعنی ابوخیثمہ ہو جاؤ، کچھ دیر بعد سب نے دیکھ لیا کہ واقعی ابوخیثمہؓ ہی تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کو بٹھایا اور آ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیرا بھلا ہو تجھے کیا ہو گیا تھا؟ ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ نے سارا قصہ سنایا تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعائے خیر کی اور اچھے کلمات سے ان کو یاد کیا۔

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چند اشعار بھی کہے ہیں ملاحظہ ہوں:

besturdubooks.wordpress.com

لَمَّا رَأَیْتُ النَّاسَ فِی الدِّیْنِ نَافَقُوْا
اَتَیْتُ الَّتِیْ کَانَتْ اَعَفَّ وَاَکْرَمَا

جب میں نے لوگوں کو دین میں منافقت کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے اس خصلت کو اختیار کیا جو پاکیزہ اور شرافت والی تھی۔

وَبَایَعْتُ بِالْیُمْنٰی یَدَیْ لِمُحَمَّدٍ
فَلَمْ اَکْتَسِبْ اِثْمًا وَلَمْ اَغْشَ مَحْرَمَا

میں نے دائیں ہاتھ سے محمد ﷺ کے دونوں ہاتھوں پر بیعت کی، نہ میں نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور نہ کسی حرام کام میں گھسا۔

تَرَکْتُ خَضِیْبًا فِی الْعَرِیْشِ وَصَرْمَةً
صَفَایَا کِرَامًا بُسْرُهَا قَدْ تَحَمَّمَا

میں نے گھر میں مہندی لگی ہوئی بیوی کو چھوڑا اور خاندان کے ایسے خالص شریف افراد کو چھوڑا جن کی خوبصورت داڑھیاں ابھی آئی تھیں۔

وَکُنْتُ اِذَا شَکَّ الْمُنَافِقُ اَسْمَحَتْ
اِلَی الدِّیْنِ نَفْسِیْ شَطْرَهٗ حَیْثُ یَمَّمَا

اور منافق نے جب دین میں شک کیا تو میرا نفس منافق کے بجائے دین کی طرف جھک گیا اب منافق جہاں جانا چاہتا ہے جائے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا دردناک قصہ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَعَلَی الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا؟ حَتّٰی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ، وَظَنُّوْا اَلَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَیْهِ؟ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا، اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. (سورۃ توبہ:۱۱۷)

''اور توجہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان تین آدمیوں پر جن کا معاملہ ملتوی اور موقوف کر دیا گیا تھا، یہاں

besturdubooks.wordpress.com

تک کہ جب زمین باوجود وسعت کے تنگ ہوگئی اوران کی جانیں بھی ان پر تنگ ہوگئیں اورانہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اللہ کی گرفت سے اللہ کے سوا پناہ دینے والا کوئی نہیں، پھراللہ نے ان پر توجہ فرمائی اوران کا قصور معاف کیا تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں، اوراللہ توبہ قبول کرنے والامہربان ہے،اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہواور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ۔''

قرآن عظیم کی یہ وہ آیتیں ہیں جن میں غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والے تین سچے مسلمانوں کا حال بیان کیا گیا ہے،ان تینوں کے نام یہ ہیں:

① کعب بن مالک ② مرارہ بن ربیع ③ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم

ان تینوں کا قصہ جس طرح قرآن میں مذکور ہے احادیث اورتاریخ میں نہایت تفصیل کے ساتھ مشہور ہے اورلطف یہ ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس کا خود مکمل طور پر بیان کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

غزوہ تبوک کے سوا میں کسی غزوہ میں حضور اکرم ﷺ سے پیچھے نہیں رہا، البتہ غزوہ بدر میں چونکہ نبی اکرم ﷺ ایک قافلہ کے پیچھے گئے تھے جس کے نتیجے میں بدر کا واقعہ پیش آیا تو میں اس میں شریک نہیں ہوسکا تھا اوراس میں کسی کی سرزنش بھی نہیں ہوئی، پھر بدر کا معرکہ اگر چہ بہت مشہور ہے مگر مجھے لیلۃ العقبہ کی جو فضیلت حاصل ہوئی وہ بدر کی فضیلت سے کچھ کم نہ تھی جس میں ہم نے اسلام قبول کرنے اوراسے سنبھالا دینے پر اتفاق کیا تھا، بہرحال غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے کا میرا قصہ اس طرح ہے کہ میں اس وقت بہت زیادہ آسودہ حال تھا میرے پاس دو طاقتور سواریاں تھیں جو کبھی میرے پاس اس سے پہلے نہیں تھیں، حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ جس غزوہ میں جاتے تو جانے کی جہت کو نہیں بتاتے بلکہ توریہ کرکے کسی اور جہت کا نام لیتے مگر غزوہ تبوک چونکہ شدید ترین گرمی تھا، بہت زیادہ لشکر کا اہتمام تھا، دوردراز سفر تھا اس کیلئے ہر قسم کے سامان کی ضرورت تھی اس لئے آنحضرت ﷺ نے غزوہ تبوک کو کھل کر مسلمانوں کے سامنے ظاہر فرمادیا تاکہ سب لوگ تیاری کرسکیں، چنانچہ نبی اکرم ﷺ اور مسلمان تیاری کرنے میں لگ گئے، میں بھی تیاری میں لگ گیا مگر کچھ بھی تیار نہ کرسکا، میرا خیال تھا کہ میں آسودہ حال ہوں، میرے لئے کوئی مشکل

besturdubooks.wordpress.com

نہیں، میں اسی شش و پنج میں لگا ہوا تھا کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نہایت تیزی سے نکل گئے، میں نے کہا ایک دو دن بعد میں ان سے جاملوں گا اور تیاری کیلئے نکلا بھی، مگر صرف جانا آنا ہوا تیاری کچھ بھی نہ ہوئی، خلاصہ یہ کہ میں اس غزوہ سے رہ گیا اور کاش میں نہ رہ جاتا، اس کے بعد میں جب مدینہ کے بازار میں نکلتا تھا تو مجھے اس وقت سخت صدمہ پہنچتا تھا جبکہ وہاں یا منافق گھومتے نظر آتے تھے یا لنگڑے، لولے، اپاہج اور معذور نظر آتے۔

میرا تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کیا جب آپ تبوک پہنچ چکے تھے، فرمایا "**مافعل کعب**" یعنی کعب نے کیا کیا؟ بنوسلمہ کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! ان کی عمدہ چادروں نے اور دونوں کندھوں پر خوش عیشی کی نظر دوڑانے نے ان کو جہاد سے روکے رکھا، حضرت معاذ ؓ نے اس شخص سے کہا کہ آپ نے بہت بری بات کہی ہے، یا رسول اللہ! ہم تو کعب کا اچھا ہی خیال کرسکتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ خاموش رہے۔ حضرت کعب ؓ کا بیان ہے کہ جب غزوہ تبوک سے آنحضرت ﷺ واپس آنے لگے تو مجھ پر اپنے بارے میں ایک غم سوار ہوا کہ میں کل نبی اکرم ﷺ کے غضب سے کیسے بچوں گا میں دل ہی دل میں مختلف جھوٹے منصوبے بناتا رہا اور اپنے خاندان کے ہوشیار لوگوں سے مشورے بھی لیتا رہا۔ جب مجھے اطلاع ملی کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ پہنچ گئے تو میرے دل سے سارے جھوٹے منصوبے زائل ہو گئے اور میں نے سوچا کہ میں اس مشکل سے جھوٹ کے ذریعے سے کبھی نہیں نکل سکتا ہوں، چنانچہ میں نے عہد کرلیا کہ جو کچھ بھی ہو جائے میں سچ کہوں گا، نبی اکرم ﷺ کی عادت تھی کہ سفر سے واپسی پر مسجد میں دوگانہ نماز پڑھتے تھے اور پھر لوگوں سے ملاقات کیلئے تشریف رکھتے جب آپ ﷺ نے مسجد میں مجلس فرمائی تو غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والے جھوٹے بہانے بنا کر پہنچ گئے، ہر ایک نے قسم کھا کر اپنا کوئی نہ کوئی بہانہ اور عذر پیش کردیا، آنحضرت ﷺ نے بغیر کسی تفتیش کے سب کا ظاہر عذر قبول کیا اور اصل حقیقت اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا، جھوٹے اعذار پیش کرنے والے تقریباً اسی یا اکیاسی آدمی تھے۔

اس کے بعد میں بھی حضور اکرم ﷺ کے سامنے آگیا اور میں نے سلام کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور غضب آمیز تبسم فرمایا اور پھر مجھ سے کہا آگے آجاؤ میں آگے ہوا تو فرمایا اور آگے

besturdubooks.wordpress.com

ہو جاؤ یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے قدموں میں بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا "مَا خَلَّفَکَ اَلَمْ تَکُنْ اِبْتَعْتَ ظَهْرَکَ؟" تم کو کس چیز نے پیچھے رکھا حالانکہ تم نے اس سفر کیلئے سواری بھی خرید رکھی تھی؟

میں نے جواب میں کہا جی ہاں یارسول اللہ! خدا کی قسم اگر آج میں کسی دنیادار کے سامنے ہوتا تو بحث اور حیلے نکال کر بچ سکتا تھا، لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر اس وقت جھوٹی باتیں بنا کر آپ کو راضی کرلوں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ صحیح بات ظاہر کر کے آپ کو مجھ سے ناراض کر دے۔ لیکن اس وقت اگر میں سچ کہہ دوں تو آپ مجھ سے خوش نہیں ہوں گے مگر مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے قصور کو معاف کر دے گا اور آپ کو مجھ سے راضی فرما دے گا۔ "یارسول اللہ! خدا کی قسم پیچھے رہنے کی کوئی صحیح وجہ نہیں تھی، مجھے ہر قسم کی سہولت حاصل تھی، باوجود اس کے میں پیچھے رہ گیا۔"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ" یعنی اس نے سچ کہا۔ اب اٹھو جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں کوئی فیصلہ نہ کرے تم اسی طرح رہو۔

میں وہاں سے اٹھ کر باہر آ گیا تو بنوسلمہ کے لوگ میرے پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم! تم نے اس سے پہلے اس طرح کی کوئی غلطی کبھی نہیں کی کیا تم سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ جس طرح باقی لوگوں نے عذر پیش کئے تم بھی ایک عذر پیش کرتے پھر نبی اکرم ﷺ کا استغفار اور دعا آپ کیلئے کافی ہو جاتی، مجھے ان لوگوں نے اتنا ڈانٹا کہ میں نے دل میں ارادہ کرلیا کہ دوبارہ جا کر اپنے سچ کو جھٹلا دوں اور عذر کر کے پہلے بیان کو جھٹلاؤں پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ میری جیسے قصہ کسی اور کو بھی پیش آیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہے انہوں نے بھی سچ سچ بات بتا دی ہے، میں نے کہا وہ تو بدری صحابی ہیں چلو میرے لئے ان کے نقش قدم پر چلنا کافی ہے۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے تمام مسلمانوں کو ہم تینوں سے بات کرنے اور علیک سلیک سے منع فرما دیا، چنانچہ لوگوں نے ہم سے اس طرح سوشل بائیکاٹ کیا کہ گویا کہ وہ ہمیں جانتے ہی نہیں، پچاس دن تک ہم پر یہ حالت مسلسل جاری تھی، میرے دونوں ساتھی اپنے اپنے گھروں میں

besturdubooks.wordpress.com

روتے ہوئے بیٹھ گئے اور میں چونکہ جوان آدمی تھا، چست بھی تھا تو میں مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کیلئے آیا کرتا تھا، بازاروں میں گھومتا تھا مگر کوئی مسلمان مجھ سے بات تک نہیں کرتا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نماز کے بعد اپنی جگہ میں بیٹھے رہتے تھے میں آ کر سلام کیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے مبارک ہونٹوں کو دیکھتا تھا کہ آپ سلام کا جواب ہونٹوں کی حرکت سے دیتے ہیں یا نہیں۔

میں حضور اکرم ﷺ کے قریب ہی نماز پڑھتا تھا اور چوری سے حضور ﷺ کو دیکھتا تھا جب میں نماز میں ہوتا تھا تو حضور ﷺ میری طرف دیکھتے تھے لیکن جب میں متوجہ ہوتا تھا تو حضور ﷺ مجھ سے چہرہ انور پھیر لیتے تھے۔

جب اپنے اصحاب اور تمام مسلمانوں کی سختی اور بے توجہی اور اعراض طویل ہو گیا تو میں ایک دن اپنے چچازاد بھائی ابوقتادہؓ کے پاس گیا، وہ اپنے باغ کے اندر تھے اور میں باہر سے دیوار پر چڑھ کر ان سے بات کرنا چاہتا تھا لوگوں میں وہ مجھے سب سے زیادہ پیارے اور محبوب تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا مگر انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے کہا اے ابوقتادہ اے میرے چچا جان کے بیٹے! میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کہ کیا میں اللہ اور اس کی رسول سے محبت نہیں رکھتا؟ وہ خاموش رہے، میں نے پھر ان کو قسم کھلا کر پوچھا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا؟ تیسری بار جب میں نے پوچھا تو آپ نے صرف اتنا کہا "اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم" میری آنکھوں سے آٹھ آٹھ آنسو گرے اور دیوار پھلانگ کر واپس ہو گیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو عیسائیوں کی پیشکش

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مدینہ منورہ میں گھوم رہا تھا وہاں ایک شامی تاجر لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہاں ہیں، جب مجھ پر نظر پڑی تو سب لوگوں نے اشارہ کر دیا کہ وہ ہیں، وہ میرے پاس آیا اور غسانی عیسائی بادشاہ کا ایک خط لا کر مجھے دے دیا، خط ریشمی کپڑے میں لپٹا ہوا تھا اور اس کا مضمون اس طرح تھا۔

امّا بعد! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پر جفا کیا ہے حالانکہ خدا نے تمہارا درجہ کم نہیں کیا اور نہ تم اس طرح چھوڑ دینے کی چیز ہو، اب تم فوراً ہم سے آ کر ملو، تم

besturdubooks.wordpress.com

اپنا مرتبہ خود دیکھ لوگے، میں نے جب اس خط کو پڑھا تو میں نے کہا قسم بخدا یہ بھی ایک بڑی مصیبت ہے کیا میں اس درجہ کا ہو گیا کہ کافر مجھے کفر کی دعوت دے رہے ہیں، وہ قاصد کھڑا تھا میں نے اس کے سامنے اس خط کو قریب میں ایک جلتے تندور میں ڈال دیا، گویا میں نے اس کافر سے کہا کہ یہ تیرے خط کا جواب ہے۔

ہم پر یہی اندوہناک حالت جاری تھی اور چالیس دن پورے ہو چکے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کا قاصد آ گیا اور مجھ سے کہا نبی اکرم ﷺ کا حکم ہے کہ تم اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ، میں نے کہا کہ طلاق دوں یا کیا کروں؟ انہوں نے کہا کہ طلاق نہیں صرف الگ کر دو اور اس کے قریب نہ جاؤ، یہی حکم میرے دونوں ساتھیوں کو بھی ہوا، میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بارے میں کوئی حکم نہیں آتا اس وقت تک تم اپنے میکے چلی جاؤ اور اپنے والدین کے ہاں رہو۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہلال بن امیہؓ کی بیوی نبی اکرم ﷺ کے پاس گئی اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! ہلال کمزور ضعیف ہے ان کی خدمت کے لئے میرے سوا کوئی نہیں کیا آپ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ میں ان کی خدمت کروں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خدمت کر دو وہ تمہارے قریب نہ آئے، اس نے کہا کہ خدا کی قسم وہ تو رو رو کر اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ حرکت کرنے کے قابل نہیں ہے اور اب بھی مسلسل رو رہا ہے۔ مجھے بھی بعض نے اشارہ دیا کہ اگر آپ بھی اس طرح اجازت مانگتے تو شاید تیری بیوی کو بھی اجازت مل جاتی میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا، معلوم نہیں کہ اجازت ملے گی یا نہیں ملے گی، دوسری بات یہ بھی ہے کہ میں ایک جوان آدمی ہوں اتنا محتاج نہیں ہوں جتنا میرا ساتھی ہے۔

قبولیت توبہ اور بشارت

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد نو دن مزید گزر گئے اور انچاس دن پورے ہو گئے، ٹھیک پچاسویں دن صبح کے وقت میں اپنے مکان کی چھت پر صبح کی نماز کے بعد بیٹھا ہوا تھا اور میرا وہی حال تھا جس کو قرآن نے بیان کیا ہے:

"قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْض وَضَاقَتْ عَلَى نَفْسِي"

besturdubooks.wordpress.com

اسی حال میں میں نے آواز سنی کہ کوئی کوہ سلع سے بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ "اَبْشِرْ یَا کَعْبَ بْنَ مَالِکٍ" اے کعب بن مالک بشارت سن لو، میں سجدے میں گر گیا اور سمجھا کہ خدا کی طرف سے خلاصی ہوئی، شاید صبح کی نماز میں حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت توبہ کی اجازت ملی، اس کے بعد لوگ بشارت لے کر یکے بعد دیگرے میرے پاس آنے لگے، ہر شخص جلدی کر رہا تھا کہ پہلے میں پہنچ کر بشارت دوں مگر آواز تو گھوڑے سے پہلے پہنچتی تھی اس لئے جس کی آواز ہمیں پہلے ملی جب وہ آئے تو میرے بدن پر دو کپڑے تھے میں نے وہ دونوں اتار کر ان کو دے دیئے اور خدا کی قسم میرے پاس اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ تھا، میں نے دوسرے سے بطور عاریت کپڑا لے لیا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوا، راستے میں جماعت پر جماعت مجھے توبہ قبول ہونے پر بشارت اور مبارک باد دیتی تھی، جب میں مسجد میں پہنچا تو حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کھڑے ہو گئے اور دوڑ کر مصافحہ کیا اور مبارک باد دی، مہاجرین میں سے صرف حضرت طلحہ کھڑے ہوئے اور میں ان کے اس احسان کو کبھی نہیں بھول سکتا، اس کے بعد میں نے حضور اکرم ﷺ کو سلام کیا حضور ﷺ کا چہرہ انور خوشی سے چاند کی طرح چمک رہا تھا، ہمیں یہ بات معلوم تھی کہ حضور اکرم ﷺ کا چہرہ خوشی کے وقت منور ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اَبْشِرْ بِخَیْرِ یَوْمٍ مَرَّ عَلَیْکَ مُنْذُ وَلَدَتْکَ اُمُّکَ."

"مبارک ہو تجھے وہ دن جوان تمام دنوں سے بہتر ہے جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا ہے۔

میں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ آپ کی جانب سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ قبولیت توبہ کے شکریہ میں اپنا سارا مال اللہ کے نام پر صدقہ کر دوں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ کچھ مال اپنے لئے بھی رکھو، میں نے عرض کیا کہ خیبر کا حصہ اپنے لئے رکھ لیتا ہوں۔ اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عہد کیا کہ صداقت کی وجہ سے اللہ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے اب میری توبہ کا یہ حصہ ہے کہ میں سچ کے سوا کوئی بات نہیں کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آج تک میں نے کبھی کوئی

besturdubooks.wordpress.com

جھوٹی بات زبان سے نہیں نکالی اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم بخدا اسلام قبول کرنے کے بعد مجھ پر میرے رب کا سب سے بڑا احسان یہی میری توبہ ہے اور ہم تینوں ہی کے متعلق توبہ کی یہ آیت اتری "وعلی الثلاثة الذین خلفوا الخ."

حضرت کعب اپنی توبہ پر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

سُبْحَانَ رَبِّیْ وَاِنْ لَّمْ یَعْفُ عَنْ زَلَلِیْ
فَقَدْ خَسِرَتْ وَتَبَّ الْقَوْلُ وَالْعَمَلُ

میرا پروردگار ہر عیب سے پاک ہے اگر وہ میری غلطی کو معاف نہ فرماتا تو میں نقصان اٹھاتا اور قول وعمل دونوں تباہ ہو جاتے۔

تنبیه:

① قرآن کی ان آیتوں میں ہے کہ اے ایمان والو! سچوں کے ساتھ ہو جاؤ اس میں اشارہ ہو گیا کہ جب تک قرآن موجود ہوگا تو سچے لوگوں کی ایک جماعت قائم رہے گی اور وہی اہل حق کی جماعت ہو گی۔

② تبوک کا یہ قصہ اس بات کی دلیل ہے کہ نفیر عام کے بعد جہاد فرض عین ہو جاتا ہے، اگرچہ فرداً فرداً اس کی اطلاع نہ دی گئی ہو، نیز امام وقت جب جہاد کا اعلان عام کرتا ہے تو کسی شخص کو پیچھے رہنے کی گنجائش نہیں ہو گی، ہاں اگر کوئی شخص وقت کے امام الجہاد سے اجازت لے لے تو پھر رک سکتا ہے۔

③ کسی نے کسی کو خوشخبری سنادی تو اس بشارت پر بقدر استطاعت صدقہ کرنا مستحب ہے جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بشارت دینے والے کو بدن کا لباس صدقہ کر دیا۔

④ ہر مسلمان کو سوچنا چاہئے کہ جہاد اتنا اہم فریضہ ہے کہ کچھ تاخیر سے یا صرف ایک بار عدمِ شرکت سے اتنا سخت مواخذہ ہوا کہ پچاس دن تک سوشل بائیکاٹ کیا گیا، بیویوں سے علیحدگی کا حکم ہوا اور اگر اس دوران ان حضرات کی موت آجاتی تو پھر ان کا کیا بنتا؟ خود حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ بائیکاٹ کے اس زمانے میں میری موت نہ آجائے۔

اس لئے ہر مسلمان کو کھلے دل سے جہاد میں حصہ لینا چاہئے اور دل ودماغ میں اسکو جگہ

besturdubooks.wordpress.com

دینا چاہئے، جہاد سے محبت اور مجاہدین سے ہمدردی ومحبت رکھنی چاہئے، خدانخواستہ اگر کسی کے دل میں یا دل کے کسی کونے میں جہاد سے ذرا بھی نفرت پیدا ہوگئی تو میرے خیال میں اس کا ایمان جل جائے گا۔ کیونکہ جہاد ایک حساس اور نازک اسلامی حکم ہے اور اس سے ذرا بھی نفرت دل میں نفاق پیدا کرتا ہے کیونکہ اسلام کے کسی بھی حکم سے قلبی نفرت کفر ہے، لیکن جہاد تو ایمان کے پرکھنے کی کسوٹی ہے، کیونکہ نفاق کا جہاد کے ساتھ تقابل قرآن وحدیث میں بار بار بیان کیا گیا ہے۔

ہرقل اور اہل شام کا حال

جنگ کا چوتھا مرحلہ

ہرقل کا ارادہ تو ہو گیا تھا کہ مدینہ منورہ پر حملہ کردے اور اس کیلئے اس نے فوج کو اکٹھا بھی کیا تھا اور فوج کا ایک حصہ بلقاء تک پہنچ بھی گیا تھا لیکن نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں نے وقت کی نزاکت کے پیش نظر جو اقدام کیا اور تیس ہزار کا لشکر جو تبوک تک پہنچا دیا اس کے بعد رومیوں کے غبارے سے ہوا نکل گئی اور اب ان کو اپنے علاقے میں اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے تھے۔ تبوک میں لشکرِ اسلام کے قیام سے ان پر حد سے زیادہ رعب پڑ چکا تھا اور وہ اب اپنی سرکشی سے مکمل طور پر باز آچکے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے بیس دن تک تبوک میں قیام فرمایا جس سے رومی اور زیادہ ڈر گئے کہ ہمارے علاقے میں یہ فوجی مشقیں پوری سلطنت روما کیلئے خطرہ کی گھنٹی ہے، آنحضرت ﷺ نے صحرائے تبوک سے اپنے قاصد کے ذریعے سے ہرقل کے نام ایک خط بھی لکھا تھا جس پر ہرقل کے دربار میں گرما گرم بحث ہوئی، اسی دلکش اور دلچسپ منظر کو ملاحظہ فرمائیں۔

البدایۃ والنہایۃ میں علامہ ابن کثیرؒ نے امام احمد بن حنبلؒ کے حوالے سے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ سعید بن ابی راشد کا بیان ہے کہ حمص میں میری ہرقل کے قاصد سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے یہ نہیں بتائیں گے کہ ہرقل نے نبی اکرم ﷺ کو کیا پیغام بھیجا تھا اور نبی اکرم ﷺ نے ہرقل کو کیا خط لکھا تھا؟ ہرقل کے اس قاصد نے جس کا نام ''تنوخی'' تھا مجھے کہا کہ کیوں نہ بتاؤں، سنو! جب رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ تبوک پہنچے تو آپ ﷺ نے دحیہ کلبی ؓ کو خط

besturdubooks.wordpress.com

دے کر ہرقل کے پاس بھیجا، جب ہرقل تک یہ خط پہنچا تو اس نے اپنے ملک کے بڑے بڑے لاٹ پادریوں اور بڑے بڑے بہادر جرنیلوں کو اسمبلی ہال میں جمع کیا اور دروازے بند کر کے روما سلطنت کے نمائندوں سے اس طرح گفتگو کی:

''یہ شخص (محمد ﷺ) جس مقام پر آ کر اترا ہے وہ آپ سب کو معلوم ہے انہوں نے میری طرف ایک خط بھیجا ہے جس میں انہوں نے مجھے تین باتوں کی طرف دعوت دی ہے اول یہ کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ دین اسلام میں داخل ہو جاؤ، دوم یہ کہ ہم ان کو اپنی زمینوں کا ٹیکس ادا کریں (یعنی جزیہ دیں) سوم یہ کہ لڑائی کیلئے میدان میں آ جائیں، اے اہل روم! خدا کی قسم تم نے سابقہ کتابوں میں جو کچھ پڑھا ہے وہ تم جانتے ہو کہ تمہارا مواخذہ ہوگا (یعنی مسلمان تمہیں ماریں گے) اب آؤ اور اس مواخذہ سے پہلے پہلے ان کی اطاعت کرتے ہیں یا جزیہ ادا کرتے ہیں، جب ممبران پارلیمنٹ نے یہ باتیں سنیں تو سب نے ناک چڑھا کر آئیں شائیں کہنا شروع کر دیا اور اپنے خاص لباس کو اتار کر نہایت غصے سے کہنے لگے، کیا ہم نصرانیت کو چھوڑ دیں؟ یا کیا ہم حجاز سے آئے ہوئے ایک دیہاتی کے غلام بن جائیں؟ جب ہرقل نے دیکھا کہ اندر اور باہر فساد برپا ہونے کا خطرہ ہے تو اس نے سب کو ٹھنڈا کیا اور کہا کہ میں تمہاری دینی حمیت اور جرأت و مضبوطی کو دیکھنا چاہتا تھا، گھبراؤ نہیں، اس کے بعد ہرقل نے کہا کہ اب ایک ماہر عربی دان کو بلاؤ تا کہ میں اس شخص کا جواب دے دو، چنانچہ وہ مجھے (تنوخی) کو لے آئے، جب میں ہرقل کے پاس آ گیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ یہ خط اس شخص کے پاس لے جاؤ، مگر ان کی پوری گفتگو میں تین باتیں خوب یاد کر کے مجھے بتا دینا، اول یہ کہ انہوں نے میری طرف جو خط بھیجا ہے اس کا کوئی تذکرہ وہ کرتے ہیں یا نہیں، دوم یہ کہ وہ ''اللیل'' کا نام لیتا ہے یا نہیں، سوم یہ کہ ان کی پیٹھ کو دیکھنا کہ اس میں تم کو کچھ نظر آتا ہے یا نہیں۔

تنوخی کا بیان ہے کہ میں ہرقل کا خط لے کر سیدھا تبوک پہنچا، میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پانی کے کنارے پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے صحابہ ؓ سے پوچھا کہ تمہارا نبی کون ہے؟ لوگوں نے مجھے بتا دیا تو میں ان کے سامنے گیا اور خط اُن کے حوالے کر دیا۔

besturdubooks.wordpress.com

آپ ﷺ نے خط اپنی جھولی میں رکھ لیا اور پھر فرمایا تم کون ہو؟ میں نے کہا تنوخی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنے ابا جان ابراہیم علیہ السلام کے خالص توحید والے دین کو قبول کرتے ہو؟ میں نے کہا چونکہ میں قاصد ہوں اس لئے اپنے آقاؤں کے مشورے کے بغیر مسلمان نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ ہنس پڑے اور پھر قرآن کی آیت پڑھی کہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اے تنوخی بھائی! میں نے کسریٰ کو ایک خط لکھا اس نے اس کو پھاڑ دیا اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا میں نے نجاشی کو خط لکھا (یہ نجاشی شاہِ حبشہ نہیں) اس نے اس کو پھاڑ دیا اللہ تعالیٰ اس کو پھاڑ دے گا اور جلادے گا پھر میں نے تمہارے بادشاہ ہرقل کو خط لکھا تو اس نے اس کی حفاظت کی لہٰذا ایک زمانے تک لوگ اس سے ڈرتے رہیں گے، میں نے دل میں کہا کہ ہرقل کے فرمان کے مطابق تین باتوں میں سے ایک یہی آگئی کہ اس کے خط کا تذکرہ ہوگیا چنانچہ میں نے اس بات کو لکھ لیا۔

پھر آپ ﷺ نے ہرقل کا خط پڑھنے کیلئے معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیدیا خط میں لکھا تھا کہ آپ ﷺ مجھے ایسی جنت کی طرف دعوت دے رہے ہیں جس کی چوڑائی زمین وآسمان سے زیادہ ہے تو پھر بتاؤ کہ دوزخ کہاں گئی، اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا:

سبحان اللہ! دن آنے کے بعد ''اللیل'' یعنی رات کہاں جاتی ہے؟ میں نے دل میں کہا یہ دوسری بات ہرقل کی آگئی، چنانچہ میں نے اس کو بھی لکھ دیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ کسی کے پاس کوئی تحفہ ہو تو اس شخص تنوخی کو دے دو، چنانچہ جب مجھے تحفہ دیا گیا اور میں جانے لگا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور بدن مبارک سے قمیص ہٹا کر فرمایا کہ دل میں جو کچھ چھپا رکھا ہے آؤ اس کو دیکھو، میں جب گھوما تو میں نے دیکھا کہ بائیں کندھے کے نیچے ختم نبوت کی مہر لگی ہوئی تھی، میں نے کہا یہ ہرقل کی تیسری بات ہے، یہ چیزیں لے کر میں واپس چلا گیا۔

بہرحال حضور اکرم ﷺ کا میدان تبوک میں جانا بہت سارے فوائد پر مشتمل تھا، رومی دب گئے اور رومیوں کے بعض گورنر اور علاقوں کے لوگ جزیہ قبول کرکے باجگذار اور تابعدار بن گئے، حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ آیا صحرائے تبوک سے آگے بڑھ کر ہرقل پر حملہ

besturdubooks.wordpress.com

کردیں یا نہ کریں، حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے تو آپ آگے بڑھ جائیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا تو پھر مشورے کی کیا ضرورت تھی، اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! رومیوں کے لشکر بہت زیادہ ہیں، علاقہ بھی ان کا ہے، وہاں اندر کوئی مسلمان بھی نہیں، آپ ان کی سرحد پر کھڑے ہیں، آپ کے اس قدر قریب آنے سے وہ لوگ مرعوب ہوکر دب گئے ہیں، اگر اس سال آپ یہیں سے واپس ہوجائیں تو یہ بہتر ہوگا کیونکہ آئندہ اس سے بہتر تیاری کے ساتھ آپ آسکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کوئی نئی صورت بنادے گا۔

تبوک میں قیام کے دوران آپ ﷺ نے ہاتھ سے ایک مسجد کی سنگ بنیاد رکھی اور پھر اس میں ظہر کی نماز پڑھائی اور قبلے کا رخ متعین فرمایا۔ تبوک میں قیام کے دوران ایک دفعہ سخت ہوا چلی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک بڑے منافق کی موت کی وجہ سے چلی ہے، جب معلوم ہوا تو مدینہ منورہ میں ایک بڑے منافق کی موت ہوگئی تھی، تبوک میں ایک بار بھوک کی شدت ہوگئی، آپ ﷺ نے ہر آدمی کے پاس جو کچھ تھا وہ جمع کرایا اور دعا کی سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔

شاہ ایلہ، جربا اور اذرح سے مصالحت

ایلہ جربا اور اذرح کے علاقے تبوک کے آس پاس تھے مگر اس پر ہرقل کی حکمرانی تھی اور اس کو مقامی بادشاہ یا گورنر سنبھال رہے تھے، جب لشکر اسلام نے مقام تبوک میں قوت کا بڑا مظاہرہ کیا تو یہ مقامی لوگ اطاعت کے لئے تیار ہوگئے، چنانچہ ایلہ کا گورنر "یحنہ" آیا اور مصالحت کی درخواست کی، آنحضرت ﷺ نے ان کو جو امان کا فرمان لکھ کر دیا وہ پروانہ اس طرح تھا۔

①

بسم الله الرحمن الرحيم

هذه امنة من الله ومحمد النبى رسول الله "ليحنه بن روبة" واهل ايله، سفنهم وسيارتهم فى البر والبحر لهم ذمة الله ومحمد ن النبى ومن كان معهم من اهل الشام واهل اليمن واهل البحر، بحر، فمن احدث منهم حدثا فانه لايحول ماله دون نفسه وانه طيب لمن اخذمن الناس

besturdubooks.wordpress.com

وانه لایحل ان یمنعوا ماء یردونه ولا طریقا یریدونه من بر وبحر.

ترجمہ: یہ امان ہے اللہ تعالیٰ کے طرف سے اور محمد ﷺ کی طرف سے جو نبی ہیں اور اللہ کے رسول ہیں، صاحب ایلہ یحنہ بن روبہ کیلئے، کہ اہل ایلہ کی کشتیاں، ان کے مسافر جو خشکی میں ہوں یا تری میں، ان کو ذمہ ہے خدا کا اور خدا کے رسول کا اور اسی طرح ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ہیں اہل شام، اہل یمن اور اہل بحر میں سے، اور اگر ان میں سے کوئی شخص اس معاہدے کے خلاف نئی حرکت کرے تو اس کا مال اس کی جان کو نہیں بچا سکے گا اور وہ اسی کا ہو جائے گا جو اس کو لے لے گا، اور یہ کہ جو راستے یا جو پانی تری یا خشکی سے ان کے علاقے میں جاتا ہو ان کیلئے اس کا روکنا کسی گذرنے والے پر حلال نہیں ہوگا۔

(۲)

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتاب من محمد النبي رسول الله لاهل جربا واذرح أنهم امنون بامان الله وامان محمد ﷺ وان عليهم مأة دينار في كل رجب ومأة اوقية طيبة وان الله عليهم كفيل بالنصح والاحسان الى المسلمين ومن لجأ اليهم من المسلمين.

ترجمہ: یہ دستاویزی معاہدہ ہے محمد ﷺ کی طرف سے اہل جربا اور اہل اذرح کیلئے کہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے امان سے امن میں ہیں اور یہ لوگ ہر رجب میں ایک سو دینار اور ایک سو پاکیزہ اوقیہ ادا کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر کفیل ہے یہ لوگ مسلمانوں کی خیر خواہی کریں گے اور ان سے احسان کا برتاؤ کریں گے اور جو مسلمان ان کے پاس آ کر رہنے لگیں گے ان سے بھی یہی سلوک ہوگا۔

دومۃ الجندل کے والی اکیدر کی طرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجنا

رسول اللہ ﷺ نے تبوک سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس شہسواروں کے ساتھ بادشاہ اکیدر بن عبدالملک کی طرف روانہ فرمایا۔ اکیدر خود عیسائی تھا اور ''دومۃ الجندل'' کے علاقوں پر ایک ریاستی حکمران تھا، جو ہرقل کے ماتحت تھا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جاتے وقت آنحضرت ﷺ سے

besturdubooks.wordpress.com

عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ شخص بنوکلب کے بالکل وسط میں رہتا ہے اور میرے ساتھ تھوڑے سے سپاہی ہیں میں اکیدر پر کیسے قابو پاؤں گا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تجھے شکار کرتے ہوئے ملے گا، اس کو گرفتار کر کے لاؤ مگر قتل نہ کرو، ہاں اگر وہ گرفتاری دینے سے انکار کرے تو پھر اسے قتل کردو۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سیدھے اکیدر کے قلعے کے پاس پہنچ گئے، چاندنی رات تھی، گرمی کا موسم تھا، اکیدر اپنے بال بچوں کے ساتھ قلعے کی چھت اور فصیل پر مجلس جما چکا تھا، سرور اور باجے گاجے کا خوب انتظام کیا تھا، اپنے دیگر اصحاب کے ساتھ شراب نوشی میں مصروف تھا، وہ اسی مستی میں مصروف تھا کہ اس کی بیوی نے قلعے کے اوپر سے ایک نیل گائے کو دیکھا جو قلعے کے دروازے سے سینگ آزمائی کر رہی تھی، اکیدر کی بیوی نے کہا کہ ایسا تیار گوشت آپ نے کبھی دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں، بیوی نے کہا ایسا شکار کبھی چھوڑا جا سکتا ہے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ قسم بخدا ایسے شکار کیلئے تو میں گھوڑوں کو سدھاتا ہوں اور پھر مہینہ بھر سفر کر کے کہیں شکار کرتا ہوں، یہ کہہ کر اکیدر قلعے سے نیچے اتر گیا اور گھوڑے کو تیار کر کے نیل گائے کے پیچھے دوڑایا، اکیدر کا بھائی حسان بھی ساتھ تھا، کچھ غلام بھی ساتھ تھے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور مجاہدین کے گھوڑے ذرا حرکت نہیں کر رہے تھے، سب خاموش سناٹے کی کیفیت میں تھے جب اکیدر اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر نکلا اور چند قدم کا فاصلہ طے کر لیا تو اتنے میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے شہسواروں اسے گھیر لیا، اکیدر کو تو گرفتار کر لیا مگر اس کے بھائی حسان نے مقابلہ شروع کیا اور لڑتے لڑتے مارا گیا، باقی غلام وغیرہ بھاگ گئے اور اکیدر گرفتار ہو گیا۔ حسان کا ایک عجیب عمدہ عباء حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو جب دیکھا تو نہایت نرم تھا، سب کو تعجب ہوا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس سے تعجب کرتے ہو قسم بخدا سعد بن معاذ کے رومال جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت اور اچھے ہیں، حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس تعجب خیز واقعے پر دو شعر پڑھا کرتے تھے:

تَبَارَکَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ اِنِّیْ
رَاَیْتُ اللّٰہَ یَھْدِیْ کُلَّ ھَادٍ

besturdubooks.wordpress.com

''نیل گائیوں کو ہماری طرف ہنکانے والا اللہ برکتوں والا ہے بے شک میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ہر ہدایت لینے والے کو ہدایت کرتا ہے۔''

فَمَنْ یَّکُ حَائِدًا عَنْ ذِیْ تَبُوْکٍ

فَاِنَّا قَدْ اُمِرْنَا بِالْجِھَادِ

جو شخص تبوک کے جہاد سے پہلوتہی کرتا ہے وہ ایسا کرے، ہمیں تو جہاد کا حکم ہوا ہے۔

اس کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر سے کہا کہ اگر تم میرے لئے دومۃ الجندل کا دروازہ کھول دو تو میں تجھے قتل نہیں کروں گا اور زندہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا، اس نے یہ شرط مان لی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کو قلعے کے سامنے اس طرح لائے کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے، وہ زور زور سے کہہ رہا تھا کہ دروازہ کھولو، مگر کوئی نہیں کھولتا تھا، اکیدر نے کہا کہ مجھے جب تک آپ لوگ نہیں کھولو گے دروازہ نہیں کھلے گا، لہٰذا میں عہد کرتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا، مگر مجھے کھول دو تاکہ دروزہ کھل جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اکیدر کو پھر باندھ لیا، اس کے بھائی مضاد کو بھی گرفتار کیا اور قلعے کا سارا مال غنیمت کے طور پر لے لیا۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اکیدر کا مال غنیمت تقسیم کیا، خمس نکالنے کے بعد چار حصے غانمین پر تقسیم کئے گئے، تو مجھے چھ اونٹ حصے میں آئے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے اکیدر کو گرفتار کیا تو اس کے مال سے مجھے دس اونٹ ایک نیزہ اور ایک لوہے کی ٹوپی ملی۔

اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ اکیدر کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، اکیدر نے دو ہزار اونٹ، آٹھ سو گھوڑے، چار سو زر ہیں اور چار سو نیزے دے کر صلح کی، گویا یہ سالانہ جزیہ تھا۔

اکیدر کے ساتھ جو کچھ ہوا اس سے عبرت لے کر یحنہ بن روبہ نے صلح کی اور جزیہ قبول کیا، ان کے ساتھ اہل اذرح اور اہل جربا بھی آئے تھے اور سب نے صلح کا پروانہ حاصل کر لیا اور جزیہ قبول کیا۔

ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں نے یحنہ کو دیکھا کہ وہ قید کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے تھے اور سونے کی صلیب اس کے گلے میں پڑی تھی، انہوں نے سر ہلا کر سلام کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشارہ سے جواب دیا اور پھر ان کیلئے امان کا پروانہ لکھ دیا اور ان پر جزیہ مقرر کیا، ایک دفعہ جب

besturdubooks.wordpress.com

آنحضرت ﷺ کے پاس مہر نہیں تھی تو آپ نے ناخن کا نشان لگا کر مہر کا کام کیا۔

اس کے علاوہ آپ ﷺ سے اہل "مقنا" نے بھی صلح کا پروانہ حاصل کرلیا اور جزیہ قبول کیا، آپ ﷺ نے ان کیلئے بھی عہد امان لکھ دی۔

تبوک میں ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی فجر کی نماز مؤخر ہوگئی، وضو بنا کر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نماز پڑھا رہے تھے، آنحضرت ﷺ نے ایک رکعت ان کے پیچھے پڑھی اور پھر فرمایا کہ مدینہ منورہ میں اس وقت ایسے لوگ بھی ہیں کہ ہم لوگوں کے چلنے پھرنے اور وادیوں کو طے کرنے میں وہ ثواب میں ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہیں، صحابہ ؓ نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ معذورین جن کو شرعی عذر نے روک رکھا ہے۔

میدانِ تبوک میں آنحضرت ﷺ کا شاندار خطبہ

فجر کی نماز پڑھانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو جمع فرمایا ایک عجیب خطبہ دیا، میں تنگی دامن کی وجہ سے عبارت نقل نہیں کرسکتا صرف ترجمے پر اکتفا کرتا ہوں۔ (راقم)

امابعد! سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ہے اور سب سے بہتر طریقے محمد ﷺ کے طریقے ہیں، بہترین مذہب ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہے اور سب سے مضبوط رسی تقویٰ کا کلمہ ہے، عمدہ ترین گفتگو ذکر اللہ ہے، اور بہترین قصہ قرآن کے قصے ہیں، عمدہ تر کام انجام کے اعتبار سے ہے اور بدترین امور بدعات ہیں، سب سے اچھی سیرت انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت ہے اور سب سے عمدہ قتل شہید کا قتل ہے، بدترین گمراہی وہ ہے جو ہدایت کے بعد آتی ہے، بہترین اعمال وہ ہیں جو نافع ہوں۔ بدترین اندھاپن دل کا ہے، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، کفایت کرنے والا قلیل مال غافل بنانے والے کثیر مال سے بہتر ہے، بدترین معذرت وہ ہے جو موت کے وقت ہو، بدترین پشیمانی وہ ہے جو قیامت کے دن ہو، کچھ لوگ ایسے ہیں جو جمعے کی نماز میں بہت کم آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو ذکر اللہ کے بجائے فضولیات میں لگے رہتے ہیں، بڑی غلطیوں میں سے جھوٹی زبان ہے اور بہترین مالداری دل کی مالداری ہے اور بہترین تقویٰ دل کا ہے، وعدہ کی جڑ خوف خدا ہے، دل میں سب سے بہتر چیز یقین ہے، شک کفر کا ایک حصہ ہے، نوحہ خوانی جاہلیت

besturdubooks.wordpress.com

کے اعمال میں سے ہے، مال غنیمت میں خیانت دوزخ کا انگارہ ہے، نشہ کرنا دوزخ کی آگ سے داغنا ہے، غلط اشعار شیطان کی طرف سے ہیں، شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے، عورتیں شیطان کا جال ہے، جوانی جنون کا ایک حصہ ہے، بدترین کمائی سودی کاروبار ہے، بدترین کھانا یتیم کا مال کھانا ہے، نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت لے اور بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں بد بخت ہو، تم میں سے ہر آدمی کو چار گز کی جگہ (قبر) کی طرف جانا ہے، اصل عمل وہی ہے جو آخر انجام پر ہو، جو کچھ آنے والا ہے وہ قریب ہے، مسلمان کو گالی دینا فسق اور مؤمن کا قتل کرنا کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی نافرمانیوں میں سے ہے اور ان کے اموال کا اتنا ہی احترام ہے جتنا اس کی جان کا احترام ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ سے عفت و پاکدامنی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پاکدامن رکھتا ہے، جو غصے کو پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اجر دیتا ہے اور جو کوئی مصائب پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر دیتا ہے اور جو کوئی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ اس کو عذاب میں ڈال دے گا، اے اللہ مجھے بخش دے اور میری امت کو بخش دے۔ استغفر الله لی ولکم.

شاہ دو جہان کا تبوک سے واپسی

جنگ کا پانچواں مرحلہ

تبوک میں بیس دن قیام کے بعد حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ کی طرف واپس لوٹ آئے، واپسی کے دوران منافقین نے ایک بڑی سازش تیار کرلی اور وہ یہ کہ منافقین نے آپس میں مشورہ کرلیا کہ جب حضور اکرم ﷺ ایک پہاڑی گھاٹی سے گزریں گے تو ہم ان کو گھاٹی سے گرادیں گے، یہ ایک آدمی قتل ہو جائے گا تو سب کو آرام مل جائے گا، اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس سازش سے حضور اکرم ﷺ کو آگاہ فرمادیا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم لوگ وادی کے بیچ سے چلے چلو اور خود آپ ﷺ چند اصحاب کے ساتھ اسی گھاٹی سے جانے لگے جس کی نشاندہی منافقین نے کی تھی، چنانچہ چند منافقین اسی گھاٹی کے راستے پر چل پڑے تاکہ اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جائے، انہوں نے منہ پر نقاب ڈال دیئے، حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ تھے آپ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میری اونٹنی مہار پکڑلو اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے

besturdubooks.wordpress.com

فرمایا کہ تم ناقہ کے پیچھے رہو۔

جس وقت حضور اکرم ﷺ گھاٹی سے گزر رہے تھے تو آپ ﷺ کو ان منافقین کی آوازیں معلوم ہوئیں، رات کی تاریکی میں اشخاص کا پتہ نہیں چل رہا تھا، آنحضرت ﷺ کے چہرہ انور پر آثار غضب نمودار تھے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اے حذیفہ! ان آنے والوں کو پیچھے لوٹا دو، چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان پر تیر برسانا شروع کر دیئے، منافقین سمجھ گئے کہ ان کا منصوبہ ناکام ہو گیا، راز فاش ہو گیا، ان پر رعب پڑ گیا، چنانچہ وہ وہاں سے بھاگ گئے اور عام لشکر سے جا ملے، حضور اکرم ﷺ اس گھاٹی سے صحیح سالم گزر گئے اور پھر حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ کیا تم نے اس گھاٹی سے آنے والی جماعت کو پہچانا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سواریاں جانتا ہوں مگر اشخاص کا پتہ نہیں چلا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے ان منافقین کا ارادہ جان لیا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں، تب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فلاں فلاں نام کے لوگ تھے جو منافق تھے اور مجھے قتل کرنے کا منصوبہ بنا چکے تھے، تم ابھی ان کے نام پوشیدہ رکھو، پھر آنحضرت ﷺ نے ان منصوبہ ساز افراد کو بلایا اور ایک ایک سے الگ الگ بات فرمائی، اسی منصوبے کی طرف قرآن کریم نے اس طرح اشارہ کیا ہے:

"وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا"

یعنی ایسی چیز کا ارادہ کیا جو ان کو حاصل نہ ہو سکی

آنحضرت ﷺ نے منافقین پر اس لئے تلوار نہیں اٹھائی کہ لوگ پھر یہ پروپیگنڈہ کرتے کہ محمد ﷺ کو دین میں داخل کر کے مارتے ہیں، اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو منافقین کو مارنے کیلئے انکی یہی شرارت کافی تھی کہ خاتم النبیین ﷺ کے قتل کیلئے منصوبہ بنایا اور ارداہ کر کے آمادۂ قتل ہوئے۔

مسجد ضرار کا جلانا

مدینہ منورہ میں ایک شخص تھا جو ابو عامر راہب کے نام سے مشہور تھا، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ غسیل الملائکہ کا باپ تھا، آنحضرت ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے انکار کیا، جنگ احد میں مسلمانوں کے مقابلے پر میدان میں آ گیا تھا۔

جب اس کو احساس ہوا کہ جزیرہ عرب پر اسلام غالب آ چکا ہے تو یہ شخص شام کی طرف چلا گیا

besturdubooks.wordpress.com

اورعیسائیوں سے مل گیا، وہاں سے قیصر روم کو مدینے پر حملہ کرنے کیلئے تیار کر رہا تھا، اس مقصد کی تکمیل کیلئے مدینہ منورہ میں ان کیلئے ایک ایسی جگہ کی ضرورت تھی جہاں سے ان کے جاسوسی مقاصد پورے ہوسکیں، اس لئے ابو عامر نے مدینہ منورہ اوراس کے اطراف میں جومنافق آباد تھے ان سے رابطہ کیا اور مسجد کے نام سے ایک مرکز جاسوسی مقاصد کیلئے تیار کرنے کا حکم دے دیا، مسجد قباء کے پاس منافقین نے مسجد کے نام سے مسجد ضرار تعمیر کرنے کا کام شروع کیا اور تقریباً اس کا سارا کام مکمل ہوگیا کہ غزوہ تبوک کا سفر پیش آگیا، منافقین نے آکر آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ ہم چونکہ مسجد قباء سے کچھ فاصلے پر رہتے ہیں، کچھ بوڑھے معذور اور ضعیف ہیں اس لئے ہم نے ایک مسجد تعمیر کی ہے، آپ وہاں آکر دو رکعت نفل پڑھیں تاکہ اس میں برکت آجائے، منافقین کا خیال تھا کہ جب حضور اکرم ﷺ یہاں خود آجائیں گے تو لوگوں میں اس مسجد کو رواج مل جائے گا اور اس کو مقبولیت حاصل ہوجائے گی اس کے بعد ہم یہاں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف مشورے کریں گے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تو مجھے تبوک جانے کی جلدی ہے واپسی پر اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں آجاؤں گا۔ (او کما قال)

یہ مسجد بیک وقت دو مقاصد کیلئے بنائی گئی تھی ایک یہ کہ اس کو مسلمانوں کے خلاف مورچہ کے طور پر استعمال کیا جائے، دوسرا یہ کہ اس میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منصوبہ سازی کی جائے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مسجد ضرار (کفار کیلئے مورچہ) کے نام سے یاد کیا، تبوک سے جب نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لے آئے اور مقام ''اوان'' تک پہنچے جو مدینہ منورہ سے ایک گھنٹے کی مسافت پر ہے تو اس وقت آپ پر قرآن عظیم کی آیتیں اتریں جن میں آپ کو اس مسجد میں جانے سے روک دیا گیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ لَا تَقُمْ فِيْهِ أَبَدًا، لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ. (سورہ توبہ آیت ۱۰۷، ۱۰۸)

besturdubooks.wordpress.com

''اور جن لوگوں نے مسجد بنائی مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کیلئے اور کفر کرنے کیلئے اور اہل ایمان میں تفرقہ ڈالنے کیلئے اور قیام گاہ بنانے کیلئے اس شخص کے واسطے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے ہی سے برسرپیکار ہے، یہ لوگ قسمیں کھائیں گے کہ ہماری نیت سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ آپ اس مسجد ضرار میں جا کر کبھی کھڑے نہ ہوں، البتہ جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے (یعنی مسجد قباء) وہ واقعی اس لائق ہے کہ آپ اس میں جا کر کھڑے ہوں، اس میں ایسے مرد ہیں کہ جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والے کو پسند کرتا ہے۔''

تفسیر: شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے ان آیتوں کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی ہے:

''پہلے ان لوگوں کا ذکر تھا جن سے بظاہر ایک برا کام ہو گیا (جہاد سے پیچھے رہ جانا) مگر صحتِ اعتقاد اور اعترافِ خطا کی بدولت معافی مل گئی، یہاں ایسی جماعت کا بیان ہے جنہوں نے بظاہر اچھا کام کیا (تعمیر مسجد) لیکن بداعتقادی کی وجہ سے وبال بن گیا، واقعہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر آئے تو اول مدینہ سے باہر بنی عمر بن عوف کے محلے میں فروکش ہوئے پھر چند روز بعد شہر مدینہ میں تشریف لے گئے اور مسجد نبوی تعمیر کی، اس محلہ میں جہاں بیشتر آپ نماز پڑھتے تھے، وہاں کے لوگوں نے مسجد تیار کر لی، جو مسجد قباء کے نام سے مشہور ہے، حضرت ﷺ اکثر ہفتے کے روز وہاں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے اور بڑی فضیلت اس کی بیان کرتے تھے، بعض منافقین نے چاہا کہ پہلوں کی ضد پر اسی کے قریب ایک اور مکان مسجد کے نام سے تعمیر کریں، اپنی جماعت جدا ٹھہرائیں اور بعض سادہ دل مسلمانوں کو مسجد قباء سے ہٹا کر ادھر لے آئیں، فی الحقیقت اس ناپاک تجویز کا اصل محرک ابو عامر راہب خزرجی تھا، ہجرت سے پہلے اس شخص نے نصرانی بن کر راہبانہ زندگی اختیار کر لی تھی، مدینہ اور آس پاس کے لوگ خصوصاً قبیلہ خزرج اس کے زہد و درویشی کے معتقد تھے اور بڑی تعظیم کرتے تھے، حضور اکرم ﷺ کے مبارک قدوم سے جب مدینہ میں ایمان و عرفان کا آفتاب چمکا تو اس طرح کے درویشوں کا بھرم کھلنے لگا، بھلا نور آفتاب کے سامنے چراغ مردہ کو کون پوچھتا، ابو عامر یہ دیکھ کر چراغ پا ہو گیا، حضور اکرم ﷺ نے اس کا اسلام کی

besturdubooks.wordpress.com

دعوت دی اور فرمایا کہ میں ٹھیک ملت ابراہیمی لے کر آیا ہوں، کہنے لگا کہ میں پہلے سے اسی پر داخل ہوں لیکن تم نے اپنی طرف سے ملت ابراہیمی میں اس کے خلاف چیزیں داخل کر دی ہیں، حضور اکرم ﷺ نے بہت زور سے اس کی تردید فرمائی، آخر اس کی زبان سے نکلا جو ہم میں سے جو جھوٹا ہو خدا اس کو وطن سے دور، یکہ وتنہا، غربت و بے کسی کی موت مارے، آپ ﷺ نے فرمایا آمین، خدا ایسا ہی کرے۔

جنگ بدر کے بعد جب اسلام کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اور مسلمانوں کا عروج وفروغ حاسدوں کی نگاہوں کو خیرہ کرنے لگا تو ابو عامر کو تاب نہ رہی، بھاگ کر مکہ پہنچا تاکہ کفار مکہ کو حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں چڑھا کر لائے، چنانچہ احد کے موقع پر قریش کے ساتھ خود آیا، جنگ حنین کے بعد جب ابو عامر نے محسوس کر لیا کہ اب عرب کی کوئی طاقت اسلام کو کچلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی تو بھاگ کر ملک شام پہنچا اور منافقین مدینہ کو خط لکھا کہ میں قیصر روم سے مل کر ایک لشکر جرار محمد (ﷺ) کے مقابلے میں لانے والا ہوں جو چشم زدن میں ان کے سارے منصوبے خاک میں ملا دے گا اور مسلمانوں کو بالکل پامال کر کے چھوڑے گا، تم فی الحال ایک عمارت مسجد کے نام سے بنالو جہاں نماز کے بہانے سے جمع ہو کر اسلام کے خلاف ہر قسم کے سازشی مشورے ہو سکیں اور قاصد تم کو وہیں پر میرے خطوط وغیرہ پہنچا دیا کرے اور میں بذات خود آؤں تو ایک موزوں جگہ ٹھہرنے اور ملنے کی ہو۔

یہ خبیث مقاصد تھے جن کیلئے مسجد ضرار تعمیر ہوئی اور حضور ﷺ کے روبرو بہانہ یہ کیا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم ہماری نیت بری نہیں بلکہ بارش اور سردی وغیرہ میں بالخصوص بیماروں، ناتوانوں اور ارباب حوائج کو مسجد قباء تک جانا دشوار ہوتا ہے اس لئے یہ مسجد بنائی گئی ہے، تاکہ نمازیوں کو سہولت ہو اور مسجد قباء میں تنگی مکان کی شکایت نہ رہے۔ حضور ایک مرتبہ وہاں چل کر نماز پڑھ لیں تو ہمارے لئے موجب برکت وسعادت ہو، یہ اس لئے کہ حضور ﷺ کا طرز عمل دیکھ کر بعض سادہ دل مسلمان حسن ظن کی بنا پر ان کے جال میں پھنس جائیں، آپ ﷺ اس وقت تبوک جانے کیلئے پا برکاب تھے فرمایا کہ اللہ نے چاہا تو واپسی پر ایسا ہو سکے گا، جب حضور ﷺ تبوک سے واپس ہو کر بالکل مدینہ کے نزدیک پہنچ گئے تب جبرئیل علیہ السلام یہ آیات لے کر آئے جن میں منافقین کی ناپاک اغراض پر مطلع کر کے مسجد ضرار کا پول کھول دیا گیا، آپ ﷺ نے مالک بن دخشم رضی اللہ عنہ اور معن بن عدی رضی اللہ عنہ

besturdubooks.wordpress.com

کو حکم دیا کہ اس مکان کو (جس کا نام ازراہ خداع وفریب مسجد رکھا گیا تھا) گرا کر پیوند زمین بنا دو۔ انہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا، اس طرح منافقین اور ابو عامر فاسق وکافر کے سب ارمان دل کے دل ہی دل میں رہ گئے اور ابو عامر اپنی دعا اور حضور ﷺ کی آمین کے موافق قنسرین ملک شام میں تنہا سخت بے کسی کی موت مرا۔ (فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ) ایت (من حارب الله ورسوله) سے یہی ابو عامر فاسق مراد ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۷۰)

نوٹ: تاریخ اپنے آپ کیوں خود دھراتی ہے، آج کے اس دور میں اگر کوئی شخص اس طرح سازشی مقامات دیکھنا چاہتا ہے جن کے اوپر مسجد و مینار ہے اور اندر دین اسلام کے دشمن و مکار ہیں تو وہ شیعہ روافض اور آغاخانیوں اور قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو جا کر دیکھیں ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کے اندر اسلام کے خلاف سازشوں کے کیسے کیسے اڈے بنے ہوئے ہیں اور بیرونی دنیا کے دشمنان اسلام سے ان کے کیسے کیسے روابط اور تعلقات ہیں۔

آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ میں

رجب المرجب میں آنحضرت ﷺ غزوہ تبوک کیلئے چند ماہ کم باسٹھ سال کی عمر میں تشریف لے گئے تھے اور مشقتوں اور محنتوں سے بھرپور دور دراز کا سفر کر کے کامران و مظفر اپنے تیس ہزار لشکر جرار کے ساتھ جب مدینہ منورہ میں صحیح سالم داخل ہوئے تو مدینہ منورہ میں عظیم الشان خوشیاں قائم ہو گئیں، آنحضرت ﷺ کے تایا حضرت عباس ؓ نے خوشی میں ایک قصیدہ حضور ﷺ کے سامنے پڑھ کر سنایا جس کے دو شعر اس طرح ہیں:

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
فَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

اور آپ کی جب پیدائش ہوئی تو زمین چمک اٹھی اور فضاؤں کے اطراف روشن ہو گئے۔

فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ
وَفِي النُّوْرِ وَسُبُلُ الرَّشَادِ يُخْتَرَقُ

besturdubooks.wordpress.com

پس ہم اسی چمک اور روشنی میں ہیں اور ہدایت کی کھلی شاہراہ طے کیے جاتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی نگاہ جب احد کے پہاڑ پر پڑی تو آپ نے فرمایا:

هٰذَا جَبَلُ اُحُدٍ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ.

یہ احد کا پہاڑ ہے جسے ہم سے محبت ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے۔

پھر آپ ﷺ کی نگاہ مدینہ منورہ پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

هذه طابه هذه طابه.

یہ پاکیزہ شہر طابہ ہے یعنی مدینہ منورہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی آمد پر مرد وخواتین، بوڑھے اور بچے شوق دیدار اور اشتیاق ملاقات میں سب استقبال کیلئے ثنیۃ الوداع گھاٹیوں تک نکل آئے اور ذوق وشوق میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

طلع البدر علینا من ثنیة الوداع

وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

ثنیۃ الوداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوگیا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بلانے والا ہو تب تک ہم پر شکر واجب ہے۔

ایها المبعوث فینا

جئت بالامر المطاع

اے ہماری طرف بھیجے ہوئے رسول! آپ ایسے کام کے ساتھ آئے ہیں جس کی اطاعت کی جائے گی۔

اس کے علاوہ کچھ حضرات نے نذریں مانی تھیں کہ اگر حضور اکرم ﷺ صحیح سالم واپس آجائیں تو ہم اللہ کے نام پر یہ عبادت کریں گے، ایک خاتون نے خوشی میں دف بجانے کی نذر مانی تھی، حضور اکرم ﷺ نے ان کو نذر پوری کرنے کیلئے دف بجانے کی اجازت دے دی، اس نے دف بجایا، یہ دف اگرچہ عبادت نہ تھی مگر جہاد اور مجاہدین کی کامیابی اور حضور اکرم ﷺ کے صحیح سالم واپس لوٹنے کی بنیاد پر صحیح نیت کے تحت یہ بھی ثواب کا کام بن گیا جس کی نذر صحیح مانی گئی۔

محترم قارئین! میں آج اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے جہاد مقدس

besturdubooks.wordpress.com

پر لکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور جنگ بدر سے لے کر جنگ تبوک تک تمام بڑے غزوات کو میں نے اپنے قارئین کے سامنے پیش کر دیا اور اس تسلسل کے آخری باب اور اس زنجیر کی آخری کڑی سے بھی آج میں الحمدللہ فارغ ہو رہا ہوں۔ سلسلۃ الذھب کی یہ ترتیب اس طرح ہے:

① جنگ بدر ② جنگ احد ③ جنگ خندق ④ جنگ خیبر

⑤ جنگ موتہ ⑥ فتح مکہ ⑦ جنگ حنین ⑧ جنگِ تبوک

میں اقرار کرتا ہوں کہ میں تقصیرات سے پُر ہوں اور میری تمام کمزوریاں ان کتابوں میں بھی آ گئی ہوں گی مگر میں امید رکھتا ہوں کہ احباب کرام درگزر فرمائیں گے اور بندے کو مطلع فرمائیں گے، مجھے اس کا بھی احساس ہے کہ سیرت الرسول ﷺ کا یہ گلدستہ بہت سارے پھولوں کے جمع کرنے سے قاصر رہا ہے اور غزوات کی تمام تفصیلات مجھ سے جمع نہ ہو سکیں، لیکن ”مالا یدریک کلہ لایترک کلہ“ کے مطابق میں نے بڑے بڑے آٹھ غزوات کو جمع کیا ہے۔

میں ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں سوال تنگئ داماں کہاں

اب آخر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا ایک جامع قصیدہ بمعہ ترجمہ درج کرتا ہوں کیونکہ اس میں تمام غزوات کا حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے تذکرہ فرمایا اور انصار کے جہاد کی تعریف کی۔

غزوات الرسول ﷺ پر ایک نظر

قال حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

أَلَسْتَ خَيْرَ مَعَدٍّ كُلِّهَا نَفَرًا
وَمَعْشَرًا إِنْ هُمُوا عَمُّوا وَإِنْ حَصَلُوا

کیا آپ معاد بن عدنان کے خاص و عام میں سب سے اچھے افراد اور اچھے خاندان میں سے نہیں ہو؟

قَوْمٌ هُمُوا شَهِدُوا بَدْرًا بِأَجْمَعِهِمْ
مَعَ الرَّسُولِ فَمَا أَلُوا وَمَا خَذَلُوا

یہ انصار ایسے لوگ ہیں جو رسول اللہ کی معیت میں سب کے سب بدر میں شریک ہوئے، نہ انہوں

besturdubooks.wordpress.com

نے سستی کی اور نہ پیچھے ہٹے۔

وَبَایَعُوْهُ فَلَمْ یَنْکُثْ بِهٖ اَحَدٌ
مِّنْهُمْ وَلَمْ یَکُ فِیْ اِیْمَانِهٖ دَخَلٌ

انصار نے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر ان میں سے نہ کسی نے اس کو توڑا اور نہ کسی کے ایمان میں شک وشبہ رہا۔

وَیَوْمَ صَبَّحَهُمْ فِی الشِّعَبِ مِنْ اُحُدٍ
ضَرْبٌ رَصِیْنٌ کَحَرِّ النَّارِ مُشْتَعِلٌ

وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ احد کی گھاٹی میں صبح کے وقت بھڑکتی ہوئی آگ کی طرح تلواروں کے مضبوط حملے ہوئے اور انہوں نے مقابلہ کیا۔

وَیَوْمَ ذِیْ قَرَدٍ یَوْمَ اسْتَثَارَ بِهِمْ
عَلَی الْجِیَادِ فَمَا خَانُوْا وَمَا نَکَلُوْا

غزوہ ذی قرد بھی قابل ذکر ہے جس دن دشمن نے انصار پر عمدہ گھوڑوں سے حملہ کیا پس انصار نے نہ خیانت کی اور نہ پیچھے ہٹے۔

وَذَا الْعُشَیْرَةِ جَاسُوْهَا بِخَیْلِهِمْ
مَعَ الرَّسُوْلِ عَلَیْهَا الْبِیْضُ وَالْاَسَلُ

اور غزوہ ذالعشیرہ بھی قابل ذکر ہے جس میں انصار نبی اکرم ﷺ کی معیت میں شمشیر وسنان لے گھوڑوں سمیت جنگ میں گھس گئے۔

وَیَوْمَ وِدَّانَ اَجْلُوْا اَهْلَهٗ رَقَصًا
بِالْخَیْلِ حَتّٰی نَهَانَا الْحَزْنُ وَالْجَبَلُ

اور غزوہ ودان بھی قابل ذکر ہے جس میں انصار نے دشمن کو گھوڑوں سمیت نچا کر نکال دیا یہاں تک کہ سخت پتھریلی زمین اور پہاڑ نے ہمیں روک دیا۔

besturdubooks.wordpress.com

وَلَيْلَةٍ طَلَبُوا فِيهَا عَدُوَّهُمْ
لِلّٰهِ وَاللّٰهُ يُجْزِيهِمْ بِمَا عَمِلُوا

اور وہ بہت ساری راتیں بھی قابل ذکر ہیں جن میں انصار نے رضائے الٰہی کیلئے دشمن کا تعاقب کیا جس پر اللہ ان کو ثواب عطا کرے گا۔

وَلَيْلَةٍ بِحُنَيْنٍ جَالَدُوا مَعَهُ
فِيهَا يَعُلُّهُمْ فِي الْحَرْبِ إِذْ نَهِلُوا

اور حنین کی وہ راتیں قابل ذکر ہیں جن میں انصار نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چستی دکھائی اور دشمن کو بار بار موت کا پیالہ پلاتے رہے۔

وَغَزْوَةٍ يَوْمَ نَجْدٍ ثُمَّ كَانَ لَهُمْ
مَعَ الرَّسُولِ بِهَا الْأَسْلَابُ وَالنَّفَلُ

اور نبی کریم ﷺ کی معیت میں نجد کے علاقوں میں بہت سارے غزوات قابل ذکر ہیں جن میں سارا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

وَغَزْوَةُ الْقَاعِ فَرَّقْنَا الْعَدُوَّ بِهِ
كَمَا يُفَرَّقُ دُونَ الْمَشْرَبِ الرَّسَلُ

اور غزوۂ ذاتِ الرقاع بھی قابل ذکر ہے جس میں ہم نے دشمن کو ایسا تتر بتر کر دیا جیسے دودھ پیتے بچے کو دودھ سے الگ کیا جاتا۔

وَيَوْمَ بُويِعَ كَانُوا أَهْلَ بَيْعَتِهِ
عَلَى الْجِلَادِ فَآسَوْهُ وَمَا عَدَلُوا

اور بیعت رضوان بھی قابلِ ذخر ہے جب حضور اکرم ﷺ سے جہاد پر بیعت کی گئی تو انصار نے چستی کے ساتھ بیعت کی اور ڈٹ کر ہمدردی کی اور پیچھے نہ ہٹے۔

وَغَزْوَةُ الْفَتْحِ كَانُوا فِي سَرِيَّتِهِ
مُرَابِطِينَ فَمَا طَاشُوا وَمَا عَجِلُوا

besturdubooks.wordpress.com

اور فتحِ مکہ کا غزوہ قابل ذکر ہے جس میں انصار نے لشکر اسلام میں جم کر کام کیا نہ بزدلی دکھائی اور نہ جلد بازی کی۔

وَيَوْمَ خَيْبَرِ كَانُوْافِيْ كَتِيْبَتِهِ
يَمْشُوْنَ كُلُّهُمْ مُسْتَبْسِلٌ بَطَلُ

اور جنگِ خیبر میں انصار نبی اکرم ﷺ کے لشکر میں اس طرح شامل تھے کہ ہر ایک دشمن کی جانب شیر کی طرح بڑھ رہا تھا۔

بِأَبْيَضٍ تَرْعَشُ فِي الْاِيْمَانِ عَارِيَةً
تَعْوَجُّ بِالضَّرْبِ اَحْيَانًاوَتَعْتَدِلُ

ہر ایک کے ہاتھ میں بطور رعایت لی ہوئی سفید تلوار حرکت کر رہی تھی، مارنے کی وجہ سے کبھی سیدھی اور کبھی ٹیڑھی ہو جاتی تھی۔

وَيَوْمَ سَارَرَسُوْلُ اللّٰهِ مُحْتَسِبًا
اِلٰى تَبُوْكَ وَهُمْ رَايَاتُهُ الْاُوَلُ

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب نبی اکرم ﷺ ثواب کی نیت سے تبوک کی طرف روانہ ہوئے انصار آپ کے ہراول دستے تھے۔

وَسَاسَةُ الْحَرْبِ اِنْ حَرْبٌ بَدَتْ
لَهُمْ حَتّٰى بَدَالَهُمُ الْاِقْبَالُ فَالْقَفَلُ

اگر کوئی جنگ ان کے سامنے آجائے تو یہ لوگ جنگ کے خوب ماہر ہیں، یہاں تک کہ ان کو فتح حاصل ہو جائے۔

اُوْلٰئِكَ الْقَوْمُ اَنْصَارُالنَّبِيِّ
وَهُمْ قَوْمِيْ اَصِيْرُاِلَيْهِمْ حِيْنَ اَتَّصِلُ

یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے انصار ہیں اور جب میرا نسب بیان کیا جائے تو یہ میری قوم ہے اور میرا نسب ان سے جا ملتا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

مَاتُوْ كِرَامًا وَلَمْ تَنْكُثْ عُهُوْدُهُمْ
وَقَتْلُهُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِذْقُتِلُوْا

انصار شریف ہو کر مر گئے ہیں مگر اپنے وعدوں کے پکے رہے ہیں، کبھی بدعہدی نہیں کی اور جب بھی مرتے ہیں تو اللہ کے راستے ''جہاد'' میں مارے جاتے ہیں۔

امت سے عورتوں کی فریاد

كَيْفَ الْقَرَارُ وَكَيْفَ يَهْدَأُ مُسْلِمٌ
وَالْمُسْلِمَاتُ مَعَ الْعَدُوِّ الْمُعْتَدِیْ

آرام کیسے ملے گا اور مسلمان کیسے پر سکون رہیں گے جبکہ مسلمان خواتین ظالم دشمن کے قبضے میں ہیں

اَلضَّارِبَاتُ خُدُوْدَهُنَّ بِرَنَّةٍ
اَلدَّاعِيَاتُ نَبِيَّهُنَّ مُحَمَّدٌ

رو رو کر اپنے رخساروں کو مارتی ہیں اور اپنے پیارے نبی کا نام لے کر فریاد کرتی ہے۔

اَلْقَائِلَاتُ اِذَاخَشِيْنَ فَضِيْحَةً
جُهْدَ الْمَقَالَةِ لَيْتَنَا لَمْ نُوْلَدٖ

جب رسوائی سے ڈر جاتی ہیں تو انتہائی عاجزی سے کہتی ہیں۔ اے کاش! ہم پیدا ہی نہ ہوتیں۔

امت سے اپیل

يَا اُمَّتِیْ وَجَبَ الْجِهَادُ فَشَمِّرِیْ
فَالْمَوْتُ فِیْ سَاحِ الْبُطُوْلَةِ اَرْوَعُ

اے امت کے لوگوں! جہاد فرض ہو چکا ہے، اب تیاری کرو کیونکہ بہادری کے میدان جہاد میں موت کی بڑی شان ہے۔

وَاِذَا اَرَادَتْ اُمَّةٌ نَيْلَ الْعُلَا
ضَحَّتْ وَلَوْ اَكْبَادُهَا تَتَقَطَّعُ

besturdubooks.wordpress.com

اور جب کوئی قوم وملت بزرگی اور عزت وعظمت چاہتی ہے تو اگرچہ ان کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے وہ قربانی دیتی ہے۔

محترم قارئین! نبی اکرم ﷺ کے غزوات میں سے یہ آخری غزوہ ہے جو میں نے لکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو جہاد کے اس مقدس حکم پر جمع فرمادے، امت کے مظلوموں کی مدد فرمادے اور راہ حق میں قربانی دینے کی توفیق عطا فرمادیا اور حق پر استقامت عطا فرمادے اور شہادت کی موت نصیب فرمادے۔

آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ الکریم وعلی الہ اصحبہ اجمعین.

besturdubooks.wordpress.com

جہادی واقعات، مسائل اور فضائل پر مشتمل، جہاد کے ہر موڑ پر صحیح رہنمائی کرنے کے لئے پڑھیئے:

دعوتِ جہاد

تالیف

فضیلۃ الشیخ مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب مدظلہم العالی

اُستاذُ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراتشي

ناشر:

مکتبہ ایمان ویقین

besturdubooks.wordpress.com

مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب کی دیگر تصنیفات

- توضیحات شرح مشکوٰۃ ۸ جلدیں
- اسلامی خلافت اور ہماری ذمہ داریاں
- صفحۂ عالم پر تاریخی نقوش
- علمی خطبات
- زلزلے کیوں آتے ہیں؟
- وعظ و بیان
- سبیل اللہ
- تسہیل العروض
- اعلاءِ کلمۃ اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ
- قومِ ثمود کیسے تباہ ہوئی؟
- امام غزالیؒ کا خط اپنے شاگرد کے نام
- اسلامی تحریکات اور منافقین کا کردار
- قتال الکفار
- درسِ ختم بخاری شریف (جیبی سائز)
- حق و باطل کی پہچان